تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

نِدائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۲۵ تا یکم اگست ۱۹۹۸ء مدیر : حافظ عاکف سعید

عورت کا اخلاقی و رُوحانی تشخص

مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کی پہلی منزل مَرد اور عورت کے مابین رشتہ ازدواج ہے جس سے خاندان کے ادارہ کی بنیاد پڑتی ہے۔ عائلی زندگی کے بارے میں ایک نہایت اہم مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا مقام کیا ہے! اس ضمن میں دُنیا میں بہت افراط و تفریط رہی ہے۔ عورت کو یا تو بالکل بھیڑ بکری کی طرح ملکیت قرار دیا گیا' ہمارے یہاں کے ایک عام بول چال کے محاورے کے مطابق اسے جوتی کی نوک سے تعبیر کیا گیا' یا پھر اسے بازار میں لابٹھایا گیا اور شمع محفل بنادیا گیا اور کبھی اسے قلوپطرہ کا روپ دھار کر قوموں کی قسمتوں سے کھیلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا گیا.... اسلام نے عورت کو ایک مکمل قانونی اور اخلاقی تشخص بھی عطا کیا اور اس کے دائرۂ عمل اور میدان کار کا تعین بھی کیا۔ اسلام کی رو سے عورت کا ایک علیحدہ قانونی وجود ہے' اس کے قانونی حقوق ہیں' عورت کی اپنی ذاتی ملکیت ہو سکتی ہے۔ اس ملکیت میں وہ تصرف کا کامل اختیار رکھتی ہے۔ للذا عام انسانی حقوق کے اعتبار سے مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اسلام نے عورت کو قانونی تشخص دینے کے ساتھ ساتھ اخلاقی تشخص بھی عطا کیا ہے یعنی عورت اگر کوئی نیک کام کرتی ہے تو اس کا اجر و ثواب اسی کے لئے ہے وہ اس معاملے میں مردوں کے تابع نہیں ہے۔ چنانچہ شوہر اپنی بیوی کے نان و نفقہ کا کفیل اور ذمہ دار تو ہے لیکن اس کے دین و اخلاق کا ذمہ دار نہیں ہے۔ نیکی اور بھلائی اگر عورت میں ہوگی تو وہ اسی کے لئے ہوگی' اگر عورت کوئی خیر کمائے گی تو اس کا صلہ اور اجر و ثواب اسی کو ملے گا۔ اسی طرح اگر مرد کوئی نیکی کماتا ہے تو اس کا بدلہ اسی کے لئے ہے۔ خواتین اس مغالطہ میں نہ رہیں کہ ان کے شوہر ان کے دین و اخلاق کے بھی کفیل ہیں اور وہ دین و اخلاق میں مردوں کے تابع ہیں۔

(پاکستان ٹی وی پر نشر شدہ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے سلسلہ وار دروس قرآن "الہدیٰ" سے ماخوذ)

شمارہ : 29 قیمت : 3 روپے

اداریہ
عاکف سعید

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے...

گزشتہ ہفتے الحمراء ہال میں "پاکستان ' عہد حاضر اور نفاذ اسلام" کے عنوان سے منعقد ہونے والے ایک سیمینار میں ملک کے چوٹی کے ایڈووکیٹ اور ماہر قانون نے' جن کا شمار نمایاں دانشوروں میں بھی ہوتا ہے' نفاذ اسلام کے حوالے سے ایک عجیب بات کہی۔ انہوں نے فرمایا کہ نفاذ اسلام سے کیا آپ حضرات یہ مراد لیتے ہیں کہ اسلام کا نفاذ ڈنڈے اور پولیس کے زور سے کیا جائے!۔ ان کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کو پاکستان کی صورت میں ایک ایسا خطہ زمین حاصل ہے جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے اور دنیا بھر میں اسلام پھیل رہا ہے۔ گویا ان کے نزدیک مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جانا خواہ وہاں خالص سیکولر نظام رائج ہو' یا اسلام کی وسعت پذیری ہی وہ اصل مقصد ہے جو ہم نفاذ اسلام سے حاصل کرنا چاہتے ہیں للہذا پاکستان جیسے ملک میں نفاذ اسلام کی بحث اٹھانا ہی بے معنی ہے —— ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہئے!!

کچھ اسی قسم کی بات کچھ عرصہ قبل ملک کے ایک موقر روزنامے کے اداریہ نگار کی طرف سے بھی سامنے آئی تھی کہ اسلامی نظام کے قیام یا نفاذ اسلام سے آخر مراد کیا ہے؟ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور یہاں کے حکمران مسلمان ہیں!! —— حیرت ہے کہ قیام نظام اسلامی یا نفاذ اسلام کے تصور اور اس کی دہشت سے پورا مغرب اور ابلیسی نظام تھر تھر کانپ رہا ہے اور اس کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے لیکن ہمارے نام نہاد دانشور ابھی تک اس الجھن کا شکار ہیں کہ نفاذ اسلام سے مراد کیا ہے؟ ع "جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے' باغ تو سارا جانے ہے"۔

ہمارے ان دانشوروں کے ذہنوں پر سیکولر سوچ اس درجے مسلط ہے کہ وہ دین اسلام کو بھی بس کچھ عقائد و رسومات کا مجموعہ سمجھتے ہیں اور ان کی نگاہوں سے وہ آئین پیغمبرؐ بالکل اوجھل ہے جو نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمت للعالمینی کا سب سے بڑا مظہر اور ایک منصفانہ و عادلانہ نظام اجتماعی کا ضامن ہے' اور جس کے بارے میں ابلیس نے اپنے چیلوں اور مشیروں کے سامنے اپنی انتہائی تشویش کا اظہار' بقول علامہ اقبال' ان الفاظ میں کیا تھا کہ

جانتا ہے جس پہ روشن باطن ایام ہے
مزدکیت فتنہ فردا نہیں ' اسلام ہے

اور

عصر حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرع پیغمبرؐ کہیں

پھر اس آئین پیغمبری یعنی نظام عدل اجتماعی کو نہایت جامع انداز میں چند اشعار میں حضرت علامہ نے سمو کر ابلیس کی زبان سے کہلوایا ہے

الحذر! آئین پیغمبر سے سو بار الحذر
حافظ ناموس زن ' مرد آزما ' مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوع غلامی کے لئے
نے کوئی فغفور و خاقاں ' نے فقیر رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف
منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں ' اللہ کی ہے یہ زمیں!

یہی وہ دین توحید ہے جس کی زد پورے نظام اجتماعی پر پڑتی ہے اور اس کا ہر گوشہ خواہ وہ معاشرتی و سماجی ہو یا سیاسی و معاشی' نظام توحید کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ نفاذ اسلام سے مراد صرف حدود و تعزیرات کا نفاذ نہیں ہے' بلکہ سماجی و معاشرتی نظام کو اسلامی اصولوں اور اقدار پر استوار کرنا اور نظام معیشت سے بھی ہر آلائش اور حرام (جن میں نمایاں ترین سود ہے) سے پاک کر کے اسلام کے دیئے ہوئے اصولوں بالخصوص ﴿کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم﴾ پر استوار کرنا اور اسی طرح سیاسی سطح پر ہر نوع [illegible] سے نجات دینا جس میں آج کے دور میں سب سے بڑی غلامی اقتصادی ہے کہ جس کے شکنجے میں پورا نظام جکڑا ہوا ہے اور موجودہ مغربی جمہوری نظام ہے کہ جو

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری"

کا مصداق ہے' ان سب سے نجات دلا کر "تمیز بندہ و آقا فساد آدمیت ہے" کی بنیاد پر سماجی و سیاسی نظام تشکیل دینا نفاذ اسلام کا اولین تقاضا ہے —— اور اگر یہ سب کچھ نہیں ہے بلکہ منفی طور پر باطل نظام کا تسلط ہے تو محض اس بنیاد پر کہ اس ملک میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور یہاں مسلمان برسر اقتدار ہیں' یہ خیال کرنا کہ ہم اسلام کے سائے تلے جی رہے ہیں' جنت الحمقی میں بسنے کے مترادف ہے اور افسوس کہ ہمارے دانشوروں کی عظیم اکثریت اسی خام خیالی کا شکار ہے۔ ○○

زیر نگرانی ڈاکٹر اسرار احمد
دینی اور دنیوی تعلیم کا سنگم
(لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)
قرآن کالج لاہور
ایف اے (آرٹس و جنرل سائنس کمپیوٹر) اور آئی کام
میں داخلے جاری ہیں
● محدود سیٹیں ● داخلہ میرٹ کی بنیاد پر
داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 10/ اگست ہے
○ کمپیوٹر کی لازمی اور مفت تعلیم ○ ہاسٹل کی محدود سہولت
پتہ : 191- اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن ☎: 5833637

سوال یہ ہے کہ ہم کسے بصیر کہیں اور کسے بصیرت سے محروم!

پیشہ ورانہ رقابت میں جاہل اوران پڑھ ہی نہیں دانشور بھی اتنی گھٹیا سطح پر اتر آتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی

سرتاج عزیز، نواز شریف کے نزدیک عقل کل ہیں جبکہ پی پی پی کے ماہرین معاشیات کے نزدیک معاشیات کے ابو جہل!

سیاسی اور معاشی مسائل کے حوالے سے وطن عزیز بند گلی میں داخل ہو چکا ہے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

ملک کے سینئر اور معروف صحافی اور دانشور ارشاد احمد حقانی نے ملک کو معاشی اور سیاسی بحران سے نکالنے کے لئے آئین سے ماوراء نیشنل ٹیلنٹ کابینہ تشکیل دینے کی جو تجویز دی ہے۔ اس کے خلاف خود ان کے اپنے اخبار جنگ، جس کے وہ ریذیڈنٹ ڈائریکٹر ہیں، میں بہت سے مضامین شائع ہوئے ہیں اور اُن کی اِس تجویز کو جمہوریت کش قرار دیا گیا ہے۔ حکومتی حلقے سے تعلق رکھنے والے قلم کاروں نے تو محترم ارشاد احمد حقانی کی نیت پر حملہ کیا ہے اور اس تجویز کا اصل محرک حقانی صاحب کی نواز دشمنی قرار دیا ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ حقانی صاحب کو عبوری وزارت کی یاد بری طرح ستا رہی ہے اور انہوں نے بہت سے نام نیشنل ٹیلنٹ کابینہ کے لئے اس لئے تجویز کئے ہیں کہ کوئی دوسرا حقانی صاحب کا نام بھی تجویز کر دے۔ بالفاظ دیگر حقانی صاحب ملک کو درپیش گھمبیر مسائل سے پریشان نہیں ہیں بلکہ وہ وزارت کی دیوی کے فراق میں دبلے ہو رہے ہیں۔ ہمیں اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے سے پہلے اس طرز عمل پر شدید دُکھ اور افسوس کا اظہار کرنا ہے جو پیشہ ورانہ رقابت میں ایک دوسرے کے خلاف اختیار کیا گیا ہے۔ جن لوگوں کو حقانی صاحب کی تجویز سے اختلاف تھا انہیں اپنے قلم کو اس تجویز کی بھرپور مخالفت میں پورے زور اور شد و مد سے استعمال کرنا چاہئے تھا۔ یہ اُن کا حق تھا لیکن حقانی صاحب کی نیت پر حملہ کرنے اور انہیں ہوس اقتدار کے مرض میں مبتلا ہونے کا طعنہ دینے سے ان حضرات نے قوم یا اپنے پیشہ کی کوئی خدمت سرانجام نہیں دی۔ خود حقانی صاحب نے بھی جواباً ڈاکٹر یاسین رضوی کو ایک فحش گو انسان کہہ کر اپنے مقام سے فروتر بات کی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے دانشور طبقہ کا حال ہے، وہ طبقہ جس کے فرائض میں عوام کو حالات حاضرہ سے باخبر رکھنے کے ساتھ ساتھ اُن کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں سے تربیت کرنا شامل ہے۔ لہٰذا ان صحافیوں اور دانشور حضرات کی خدمت میں احقر یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ پاکستان کو درپیش جن پیچیدہ اور گھمبیر مسائل کا وہ ذکر اپنے کالموں اور مضامین میں اکثر و بیشتر کرتے رہتے ہیں ان میں اس مسئلہ کا

تجزیہ

اضافہ کرلیں کہ یہاں پیشہ ورانہ رقابت میں جاہل اوران پڑھ لوگ ہی نہیں اخلاق آموز تحریریں سپرد قلم کرنے والے دانشور بھی اتنی گھٹیا سطح پر اتر آتے ہیں کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ اب آیئے حقانی صاحب کی اس تجویز کی طرف جس کا پس منظر یہ ہے کہ حقانی صاحب کے نزدیک پاکستان کے مسائل اتنے گھمبیر، اتنے عمیق اور اتنے پیچیدہ ہو چکے ہیں کہ اُن کے نزدیک موجودہ سیاسی قیادت اتنی اہلیت نہیں رکھتی کہ ایسے سنگین مسائل سے دوچار ملک کو ممکنہ تباہی سے بچا سکے۔ ان کی رائے میں بحران سے نکلنے کا واحد امکانی راستہ یہ ہے کہ قوم کی اجتماعی بصیرت کی حامل حکومت قائم کرنے کا کوئی راستہ تلاش کیا جائے۔ حقانی صاحب کہتے ہیں :

> "میں یہ بھی مجبوراً عرض کرتا ہوں کہ نواز حکومت ہی بحران کی سنگینی میں اپنی نااہلی کی وجہ سے غیر معمولی اضافہ کرنے کا باعث بنی ہے۔ اُس لئے اُمڈتے ہوئے طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس پر اب مزید انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ میں جمہوریت دشمن ہونے کا طعنہ سننے کے لئے تیار ہوں لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ملک کو بچانے کے لئے کسی نئے انتظام پر فوری سوچ و بچار کے سوا اب کوئی چارہ نہیں رہا اور کسی نئے نظام کا وجود میں لانا ممکن نہیں جب تک مسلح افواج اس کی ضرورت اور افادیت کی قائل نہ ہو جائیں"۔

حقانی صاحب کے کالم میں سے اس اقتباس کی نقل سے قارئین ندائے خلافت کو ان کی تجویز کا مغز معلوم ہو جائے گا۔ کوئی بھی ذی شعور اور ہوش مند پاکستانی حقانی صاحب کی اس بات سے اختلاف نہیں کر سکتا کہ سیاسی اور خصوصاً معاشی مسائل کے حوالہ سے وطن عزیز بند گلی میں داخل ہو چکا ہے۔ مہنگائی، غربت، بیروزگاری، جہالت، بیماری اور امن و امان کی انتہائی خستہ حالت نے خودکشی کے واقعات ذہنی امراض، ڈپریشن، باہمی جھگڑوں اور گھریلو ناچاقی کے واقعات میں ناقابل یقین حد تک اضافہ کر دیا ہے۔ متوسط طبقہ آخری سانس لے رہا ہے۔ اب یہاں یا بہت امیر یا انتہائی غریب طبقہ رہ جائے گا۔

معاشی لحاظ سے بین الاقوامی سطح پر ہم دیوالیہ ہونے کو ہیں۔ بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ ڈیفالٹر قرار دیئے جانے کے بعد عوامی مسائل اور مصائب میں کتنا خوفناک اضافہ ہو جائے گا۔ ہمارا پیدائشی اور ازلی دشمن ہمارے سر پر کھڑا ہے اور نت نئے میزائلوں کا تجربہ کر رہا ہے لہٰذا ہم دفاعی اخراجات میں کمی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہم اپنے سالانہ وسائل سود کی ادائیگی اور دفاعی بجٹ پر لگا دیں تو باقی کچھ نہیں بچتا۔ لہٰذا ہم یہاں تک تو حقانی صاحب سے اتفاق کرتے ہیں کہ مسائل اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ خطرے کا الارم پوری شدت سے بج رہا ہے اور اگر کوئی اپنی آنکھیں بند کئے ہے اور کانوں میں روئی رکھے ہیں تو ان

جاگے ہوؤں کو کون جگائے۔ ہم برملا یہ اعلان بھی کرتے ہیں کہ اگر ہمیں خدانخواستہ آئین پاکستان اور پاکستان کے درمیان کبھی کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑا تو ہم پاکستان کا انتخاب کریں گے۔ ہماری رائے میں آئین پاکستان کے لئے ہے پاکستان آئین کے لئے نہیں ہے۔ موت کا سامنا ہو تو شریعت میں بھی رخصت کا پہلو ہے لیکن مرض کی صحیح تر اور درست نشاندہی کرنے کے بعد حقانی صاحب نے جو حل تجویز کیا ہے وہ غیر واضح ہی نہیں ناقابل فہم بھی ہے۔ 58-B-II کے خاتمے کے بعد اب یا تو صرف وزیر اعظم اسمبلی توڑ سکتا ہے یا اسمبلی کے اراکین اپنا قائد بدل کر حکومت تبدیل کر سکتے ہیں اور ان دونوں اقدامات کے فی الحال کہیں دور دور تک امکانات نہیں ہیں اور حقانی صاحب بھی نئے نظام کے لئے فوج کی پشت پناہی ناگزیر سمجھتے ہیں یعنی فوج آئین کو مسل کر نواز حکومت کو رخصت کر دے گی اور اس کے بعد اجتماعی بصیرت کی حامل حکومت قائم کر کے خود پس منظر میں چلی جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ فلاں شخص بصیرت افروز ہے اور فلاں بصیرت سے عاری ہے اس کا فیصلہ کون کرے گا۔ مثلاً سرتاج عزیز نواز شریف کے نزدیک اقتصادیات میں عقل کل ہیں اور پی پی پی کے نزدیک معاشیات کے ابو جہل ہیں۔ حقیقت کیا ہے فیصلہ کون کرے گا؟ فاروق لغاری تجربہ کار پارلیمنٹیرین اور ملک کے سابق صدر ہیں۔ سردار آصف احمد علی سابق وزیر خارجہ ہیں' یہ دونوں حضرات سی ٹی بی ٹی پر فوری طور پر دستخط کر دینے کے حامی ہیں اور اس معاملے میں تاخیر کو بھی پاکستان کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہیں جبکہ حمید گل جو ریٹائرڈ جرنیل ہیں اور جہاد افغانستان کے حوالہ سے شہرت یافتہ ہیں اور قاضی حسین احمد جو منجھے ہوئے سیاست دان اور پاکستان کی سب سے منظم جماعت کے امیر ہیں' یہ دونوں اصحاب سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا قومی سطح پر خودکشی کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ ہم کسے بصیر کہیں اور کس کو بصیرت سے محروم قرار دیں' لہٰذا نیشنل ٹیلنٹ کابینہ کی کامیابی تو بڑی دور کی بات ہے اس کا چناؤ ہی مسئلہ بن جائے گا۔ پھر عوامی تائید اور اعتماد پشت پر نہ ہونے کی وجہ سے انہیں خود اپنے پروگراموں پر عمل درآمد کرانے میں شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر یہ کہ قومی سطح پر ہمارا مسئلہ نمبر ایک یہ ہے کہ ملکی اور غیر ملکی قرضوں سے نجات کیسے حاصل کی جائے اور ہر پاکستانی کی دو وقت کی روٹی کا بندوبست کیسے کیا جائے۔ نیشنل ٹیلنٹ کابینہ بن جانے سے کون ساخزانہ آسمان سے نازل ہو گا جس سے یہ دونوں کام سرانجام پاسکیں گے۔

ٹیلنٹڈ ہونا اور دیانتدار اور باکردار ہونا لازم و ملزوم نہیں کہ ہم مطمئن ہو جائیں کہ اب قومی خزانے سے وہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

پریس ریلیز

آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو نبوت و رسالت محمدی ﷺ کی تمہیدی کڑی کی حیثیت حاصل تھی۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا خطاب جمعہ

۲۴ جولائی = ملک کی بقاء و استحکام کا واحد ذریعہ اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ میاں نواز شریف نے اسلامی نظام کے قیام کی جانب ٹھوس پیش رفت نہ کی تو ان کا انجام بھی بھٹو اور ضیاء الحق سے مختلف نہ ہو گا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطبہ جمعہ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ذوالفقار علی بھٹو ملک سے جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر کے پاکستان کے ماؤزے تنگ جبکہ ضیاء الحق اسلامی نفاذ کر کے عمر بن عبدالعزیز کا مقام حاصل کر سکتے تھے مگر یہ دونوں بدنصیب ثابت ہوئے۔ اب ان ہی رہنماؤں کے بعد ملکی تاریخ میں یہ سنہری موقع نواز شریف کے ہاتھ میں آیا ہے کہ وہ تاریخ ساز کردار ادا کریں۔ لیکن اس کیلئے انہیں ذاتی طور پر قربانی و ایثار کی عظیم مثالیں قائم کرنا ہوں گی اور سرمایہ داری کے خول سے باہر نکلنا ہو گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ میں نے میاں نواز شریف کو یہ مشورہ دیا ہے کہ رائے ونڈ کے محلات اور تمام اراضی کو قومی خود انحصاری فنڈ میں جمع کروا کر ماڈل ٹاؤن والی کوٹھیوں پر قناعت کریں اور اپنے کارخانوں میں سے صرف ان کو اپنے پاس رکھیں جن کے بارے میں یقین ہو کہ ان کے ذمے کوئی رقم واجب الادا نہیں بقیہ کارخانوں کو ملک و قوم کے حوالے کریں۔ قوم سے قربانی کے مطالبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے نواز شریف کو اپنے تمام معاملات کو روز روشن کی طرح صاف و شفاف بنانا ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ احتساب سیل کے چیئرمین سینیٹر سیف الرحمن کی غیر جانبدارانہ حیثیت مجروح ہو چکی ہے اور اگر حالیہ دنوں میں ان پر لگایا گیا لگژری گاڑیوں کی درآمد کے سکینڈل کا الزام درست ہے تو پھر یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ان کا کردار "چور رہے ہیں چوکیدار" کا مظہر بن چکا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ انسانیت کے سماجی ارتقاء کی آخری منزل اسلام کا عالمی غلبہ ہو گی جس کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو در حقیقت نبوت و رسالت محمدی ﷺ کی تمہیدی کڑی کی حیثیت حاصل تھی۔ قیامت سے قبل اسلام کا عالمگیر غلبہ ہو کر رہے گا۔ اس منزل کے حصول تک حق و باطل کے مابین معرکہ آرائی جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے بغیر دنیا کو درپیش پیچیدہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ انسانیت کا قافلہ نظام عدل اجتماعی کی تلاش میں جو در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے وہ در حقیقت نور مصطفیٰ ہی کی تلاش ہے اور اسے حضور ﷺ کے عطا کردہ نظام عدل کے زیر سایہ ہی پناہ میسر آ سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام میں برسرکار اسلامی تحریکوں کی جدوجہد "مجدد کامل" کی تلاش کا مظہر ہیں۔ اسی طرح قومی و ملکی سطح پر غلبہ اسلام کیلئے کوشاں مختلف تحریکوں کو بھی اسلام کے عادلانہ نظام کے عالمی غلبہ کی تمہیدی کڑی کی حیثیت حاصل ہے۔

☆ ☆ ☆

سودی نظام ملکی معیشت کی ہچکولے کھاتی کشتی کو ڈبو دے گا

۲۳ جولائی = حبیب بینک کی طرف سے "راتوں رات کروڑپتی بنئے" انعامی سکیم پر شدید تنقید کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ بدقسمتی سے قوم کی عظیم اکثریت کو پہلے ہی سود خوری کی راہ پر ڈال کر ہوس زر کے موذی مرض میں مبتلا کیا جا چکا ہے۔ ایسی خوشنما سکیموں سے لوگوں میں محنت و مشقت سے روزگار کمانے کی بجائے جوئے اور لاٹری کے ذریعے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنے کا رجحان بڑھے گا۔ مزید برآں پیداواری یونٹوں میں سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہو گی جس سے بیروزگاری میں مزید اضافہ ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام میں جوا اور لاٹری دونوں حرام ہیں اقتصادی نقطہ نظر سے بھی اس طرح کی انعامی سکیمیں ملکی معیشت کیلئے شدید نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے فارن کرنسی اکاؤنٹ کو بانڈز میں تبدیل کرنے کے نئے حکومتی پیکج کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ حکمرانوں کی سوچ پر مغرب کا سودی نظام معیشت مسلط ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ سود جسے حکمران طبقہ معیشت کی بحالی کیلئے نسخہ کیمیا تصور کرتا ہے ہمارے لئے نہ صرف "زہر ہلاہل" ثابت ہو گا بلکہ معیشت کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو تباہی کے آخری کنارے تک پہنچا دے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے اظہار افسوس کرتے ہوئے کہا کہ حکمران ایک طرف مسلمان ہونے کے دعوے دار بھی ہیں لیکن دوسری طرف سودی نظام کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ جاری رکھنے پر بھی مصر ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے چند روشن پہلو

تحریر : محمد توصیف الحق صدیقی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ قلم میں فرمایا : ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ "اور تحقیق آپ ﷺ بڑے خلق پر پیدا ہوئے ہیں" اور خود حضور ﷺ فرماتے ہیں : ((بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ)) "میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں"۔ (موطا امام مالک)

افرادِ انسانی میں سے انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو مکارمِ اخلاق کی زیادہ ضرورت تھی کیونکہ ان کا کام تبلیغ و تزکیہ تھا۔ اسی واسطے عنایاتِ الٰہی انہیں اول خلق و فطرت ہی میں محاسن اخلاق حاصل تھے؛ جن کا ظہور حسب موقع ان شخصیات کی عمر شریف میں ہوتا رہا۔ دیگر فضائل کی طرح اس کمال میں بھی فخرِ موجودات سردار الانبیاء خاتم الانبیاء آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ دیگر انبیائے کرام سے ممتاز ہیں۔ انبیائے سابقین علیہم السلام میں سے ہر ایک میں حسن اخلاق کی ایک نوع مختص تھی مگر آنحضرت ﷺ کی ذاتِ اقدس حسن اخلاق کی جامع تھی۔

حضرت سعد بن ہشام بن عامر ؓ نے جب حضرت عائشہ ؓ سے آنحضرت ﷺ کے خلق کی بابت دریافت کیا تو حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ حضرت سعد ؓ نے جواب دیا کہ ہاں (یعنی میں قرآن پڑھتا ہوں) یہ سن کر حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا خلق قرآن تھا۔ کتب سابقہ الہامیہ میں جو آداب و فضائل و اوصاف حمیدہ مذکور تھے قرآن مجید ان سب کا جامع ہے۔ ارشاد صدیقہ ؓ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو محاسن اخلاق مذکور ہیں وہ سب آنحضرت ﷺ کی ذات میں پائے جاتے تھے۔ غرض دیگر کمالات کی طرح محاسن اخلاق میں بھی آپ کا مرتبہ دیگر انبیائے کرام علیہم التسلیمات سے بڑھا ہوا ہے۔

صبر و حلم و عفو

نبوت کا بوجھ اوصاف کے بغیر برداشت نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ان اوصاف کا ذکر آیا ہے : ﴿ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ "پس اُن کو معاف کرو اور اُن سے درگزر کر بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے"۔ (المائدہ) ﴿ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا ﴾ "البتہ بہت سے رسول آپ سے پہلے جھٹلائے گئے پس وہ جھٹلائے جاتے اور ایذا پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی۔ (الانعام)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے حق کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا۔ ہاں جب آپ کسی شعائر اللہ کی بے حرمتی دیکھتے تو اللہ کے واسطے اس کا انتقام لیتے۔ کفار مکہ نے آپ ﷺ کو اذیتیں دیں۔ طائف میں آپؐ پر پتھر برسائے گئے یہاں تک کہ آپؐ کے نعلین مبارک خون سے تر ہوگئے۔ پہاڑوں کے فرشتہ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی یا محمدؐ! آپ جو چاہیں حکم دیں۔ اگر اجازت دیں تو اخشبین کو ان پر الٹ دوں۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے علاوہ فتح مکہ کے وقت آپؐ نے تمام کفار کو معاف کر دیا۔

شفقت و رحمت

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ "اور نہیں بھیجا ہم نے آپؐ کو رحمت بنا کر سارے جہان کے لئے"۔ (الانبیاء) اس لئے تمام مخلوقات آپؐ کی رحمت سے بہرہ ور ہے۔

حضور اکرم ﷺ کو امت کی تکلیف پر بہت رنج ہوتا تھا اور اُن کو شب و روز یہی فکر دامن گیر رہتی تھی کہ امت راہ راست پر آ جائے۔ آپؐ نے امت کی ہدایت و بہبود کے لئے آپؐ نے شدید مصیبتیں جھیلیں لیکن سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپؐ نے بددعا نہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا کی۔ ایمان والوں پر آپؐ کی شفقت و رحمت ظاہر ہے۔ اسی واسطے آپؐ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں کیا۔

حسن معاشرت کی تاکید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : ﴿ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ "عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو"۔ (النساء) اگر عورت سرکشی اختیار کرے تو مرد کو اسے قتل کرنے کا اختیار نہیں بلکہ پہلے اسے سمجھائے نہ سمجھے تو گھر میں اس سے جدا ہو جائے۔ پھر آخر درجہ مارے بھی تو ایسا کہ ضرب شدید نہ ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ہے : ﴿ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ﴾ "اور جن عورتوں کی سرکشی کا تم کو ڈر ہو تم ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان کو جدا کرو اور ان کو مارو"۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے سب سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں تم میری وصیت کو قبول کرو۔ کیونکہ عورت استخوان پہلو سے پیدا کی گئی ہے اور استخوان پہلو میں سب سے ٹیڑھی چیز اس کا بالائی حصہ ہے مگر تم اس استخوان کو سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی۔ پس تم عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔

نباتات و جمادات پر رحمت

آنحضرت ﷺ کی رحمت سے جمادات و نباتات کو بھی حصہ ملا ہے۔ آپؐ کی بعثت سے زمین شرک و کفر کی نجاست سے پاک ہوئی اور نور ایمان چاروں طرف پھیل گیا۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں اور اذان میں اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام پکارا جانے لگا اور آپ کے تولد سے آسمان سے شیطان کا جانا بند ہو گیا۔ اس کے علاوہ جنات بھی آپؐ پر ایمان لائے۔

تواضع و حسن معاشرت

باوجود علو مرتبت کے آنحضرت ﷺ سب سے بڑھ کر متواضع تھے۔ آپؐ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ بارگاہ الٰہی سے ایک فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آپؐ کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی و فقر اختیار کریں اور اگر چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں مگر آپؐ نے پیغمبری کے ساتھ بندگی و فقر کو قبول فرمایا۔ آپؐ اپنے مہمانوں کی تواضع خود فرماتے اور اکثر فاقہ سے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں کو حضور اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

بولیں اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اسلام کا بنیادی مقصد تمام انسانوں کو امت واحدہ بنانا ہے

خلافت عثمانیہ کا خاتمہ مسلمانوں کے لئے بیسویں صدی کا سب سے بڑا حادثہ تھا

خلافت و امامت کا قیام لوگوں پر شرعاً واجب ہے

امامت و خلافت

وقت کے نہایت اہم اور حساس موضوع پر مولانا خورشید احمد گنگوھی کی تحریر

امامت کے لغوی معنی ہیں آگے ہونا۔ امام اس شخص کو کہتے ہیں جو آگے ہو۔ امام اس ڈوری کو بھی کہا جاتا ہے جس کے سرے پر معمار "لٹو باندھ کر یہ دیکھتا ہے کہ دیوار کی تمام اینٹیں ایک سیدھ میں آرہی ہیں یا نہیں۔ اس مفہوم سے امام کا صحیح مفہوم سامنے آجاتا ہے۔ یہ لفظ "اُم" سے لیا گیا ہے۔ لفظ "اُم" جامد ہے اور بچہ کی آواز سے ماخوذ ہے 'جب وہ بولنے سے پہلے اُم' اُم کہتا ہے۔ اسی سے اس کے اولین معنی ماں کے ہوگئے۔

ہم مسلک اور ہم مشرب گروہ کو امت کہتے ہیں۔ نیز اس کے معنی ہر شے کی اصل یا بنیاد کے بھی ہیں۔ جیسے اُم القوم (قوم کا رئیس)' اُم النجوم (کہکشاں)' اُم الراس (دماغ)' اُم الکتاب (قانون کی اصل بنیاد) اور اُم القریٰ (مکہ معظمہ یا وہ مرکز جہاں بہت سی چیزیں آکر ملتی ہیں) وغیرہ وغیرہ۔

ابن فارس کے مطابق اس کے بنیادی معنی چار ہیں: (۱) بنیاد اور اصل (۲) مرجع (۳) جماعت (۴) دین۔ شرعی اصطلاح میں یہ لفظ اپنے عمومی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ﴾ "میں تمہیں لوگوں کا مقتداء بناؤں گا" (البقرہ: ۱۲۴) اور دوسری طرف گمراہی کے پیشواؤں کے لئے بھی امام ہی کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے ﴿ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ﴾ "اور ہم نے لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو لوگوں کو دوزخ کی طرف بلاتے رہے"۔ (قصص: ۴۱)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسانی برادری کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ﴾ "وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن"۔ (تغابن: ۲)

ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن حکیم کے نزول اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد جس قدر انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے یا آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب آپؐ کی امت ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ایک طبقہ "امت اجابت" ہے اور دوسرا "امت دعوت"۔ اول سے مراد مسلمان ہیں اور دوم سے مشرکین وکفار۔ اسی لئے قرآن حکیم میں لفظ امام کو عمومی معنی میں استعمال کیا گیا ہے یعنی ایک کا تعلق امت اجابت سے اور دوسرے کا امت دعوت سے ہے۔ اس لئے کہ اسلام کا بنیادی منشاء و مقصد تمام انسانوں کو امت واحدہ بنانا ہے۔

مسلمانوں کے ہاں امامت وخلافت ایک مذہبی عہدہ ہے جس کی تعریف ہے: اَلنِّیَابَةُ عَنِ النَّبِیِّ فِیْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا۔

اس تعریف سے واضح ہے کہ امامت و خلافت مسلمانوں کے ہاں مذہبی ادارہ ہے۔ اگر اس میں مذہبی پیشوائیت تسلیم نہ کی جائے تو خلافت وملوکیت میں خط امتیاز باقی نہیں رہتا۔ علامہ قوشجیؒ شرح تجرید میں امامت وخلافت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لوگوں کا اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ ختم نبوت کے بعد کسی امام و خلیفہ کا تصور واجب ہے یا نہیں۔ اگر واجب ہے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا لوگوں پر؟ اور یہ وجوب عقلاً ہے یا نقلاً؟" اس میں چار مذاہب پائے جاتے ہیں (۱) خوارج کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ (۲) اہل تشیع کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر واجب ہے (۳) معتزلہ کے نزدیک لوگوں پر واجب ہے لیکن عقلاً۔ (۴) اور اہل سنت کے نزدیک لوگوں پر واجب ہے مگر شرعاً"۔

خوارج کا نظریۂ امامت:

اس مسئلہ میں جہاں تک خوارج کے موقف کا تعلق ہے وہ صریحاً غلط ہے یعنی یہ کہ امامت و خلافت واجب نہیں ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ واجب ہی نہیں بلکہ واجب کا مقدمہ ہے۔ مقدمہ اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کوئی چیز موقوف ہو مثلاً چھت دیوار پر موقوف ہے تو دیوار چھت کا مقدمہ کہلائے گی اور واجب اس شے کو کہتے ہیں جس کے نہ پائے جانے سے ہلاکت پائی جائے۔ جس شے کے نہ ہونے سے محض تکلیف تو ہو لیکن ہلاکت نہ ہو اسے حاجت کہتے ہیں' بالخصوص لباس میسر نہ آئے تو تکلیف ہوگی اور خوراک نہ ملے تو ہلاکت ہوگی۔ پس لباس حاجت ہے اور خوراک ضرورت (واجب)۔ مقدمہ اور واجب کا تعلق سمجھنے کے بعد واضح ہوگیا ہے کہ "خلافت وامامت" واجب سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

اہل تشیع کا نظریۂ امامت :

عقیدۂ امامت کے بارے میں پائے جانے والے مذاہب اربعہ میں دوسرا مذہب اہل تشیع کا ہے۔ ان کے نزدیک امامت و خلافت اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ جس طرح انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کی جانب سے منتخب، مقدر اور نامزد ہوتے ہیں اُمت یا قوم ان کا انتخاب نہیں کرتی اسی طرح ائمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد ہوتے ہیں۔ عوام انہیں منتخب نہیں کرسکتے۔ شیعہ مذہب میں نبی و رسول کی طرح امام معصوم عن الخطاء ہوتا ہے کیونکہ وہ نبی کا نائب ہے۔ جب نبی معصوم ہے تو معصوم کا نائب غیر معصوم نہیں ہو سکتا اور عصمت ایک باطنی شے ہے جس کی معرفت خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے اس لئے امام کا انتخاب خدا ہی کرے گا۔ اگر بندے کریں گے تو غیر معصوم منتخب ہو جائے گا اور اس کے ذریعے تمام اُمت گمراہ ہو جائے گی۔

لہٰذا اہل تشیع کا عقیدہ و ایمان ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت عدل و حکمت اور رحمت کے لازمی تقاضے سے سلسلۂ نبوت و رسالت جاری فرمادیا تھا اور بندوں کی ہدایت و قیادت کے لئے انبیاء و رسل نامزد فرمائے تھے جو معصوم و مفترض الطاعۃ ہوتے تھے، ان کی بعثت و دعوت ہی سے انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہوتی تھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے بعد اپنے بندوں کی سربراہی و رہنمائی کے لئے اور ان پر حجت قائم کرنے کے لئے امامت کا سلسلہ قائم فرمایا اور قیامت تک کے لئے بارہ امام مقرر اور نامزد فرمادیئے ہیں۔

معتزلہ کا نظریۂ امامت :

تیسرا گروہ معتزلہ کا ہے۔ علماء معتزلہ خیاط، جاحظ وغیرہ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امامت و خلافت لوگوں پر واجب ہے مگر عقلاً اور ان کا سارا عقیدہ عقلی ہے۔

حکومت کا ادارہ ہمیشہ اس مقصد کے لئے قائم کیا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے انسانوں کے جبلی تقاضوں کو سنبھالا جائے۔ وہ اپنے بے محابا اختیارات سے دوسروں کے حقوق غصب نہ کریں۔ جب بھی اس قسم کی کوشش کی گئی نتیجہ اس کے برعکس سامنے آیا کیونکہ حدود کا تعین اور نفاذ جن لوگوں کے سپرد ہوا وہ تنہا عقل کی مدد سے کوئی ایسا نظام وضع نہیں کرسکے جو اس مقصد کو پورا کرتا ہو۔ مقصد کی تکمیل ایک طرف، ایسا نظام تعمیر کے بجائے تخریب کا موجب اور گیسوئے کائنات سلجھانے کی بجائے الجھانے کا موجب بنتا رہا ہے۔ عصر حاضر میں عقلی کوششوں کی بچی کھچی آخری دو کڑیاں جمہوریت اور اشتراکیت ہیں۔

اہلسنت والجماعت کا عقیدۂ امامت :

اب ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدۂ امامت و خلافت پیش کرتے ہیں یہی صحیح اور درست عقیدہ ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ امامت و خلافت لوگوں پر واجب ہے مگر شرعاً۔ یعنی ان کے نزدیک قیام خلافت ان اعمال سے ہے جو شریعت کے مطابق قائم ہوتے ہیں اس لئے خلافت شرعاً واجب ہے عقلاً نہیں۔ مثلاً نماز ایسا واجب ہے جو وضو پر موقوف ہے پس وضو نماز کا مقدمہ کہلائے گا۔ لہٰذا جس کے ذمہ نماز واجب ہوگی نماز کا موقوف علیہ (وضو) بھی اس کے ذمہ واجب ہو گا۔ نماز بندوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق واجب ہے تو اس کے اسباب کو شریعت کے مطابق مہیا کرنا بھی بندوں پر ہی واجب ہو گا۔

یہی شرعی تقاضا تھا جس کے باعث حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تدفین میں تاخیر ہوئی۔ وفات کی خبر سنتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے اور اس فرمان رسول (ﷺ) کے پیش نظر کہ "خلافت کے بغیر ایک رات بھی مت گزارو" خلیفہ کے نصب و قیام پر غور و فکر کرنے لگے یہاں تک کہ مسجد نبوی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس طرح بخیر و خوبی تین دنوں اور دو راتوں میں نصب خلیفہ کا عمل اپنی تکمیل کو پہنچ گیا۔ گویا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس امر پر اجماع فرمایا کہ مسلمانوں کے لئے تین دن اور دو راتوں سے زیادہ خلیفہ کے بغیر زندگی گزارنا مطلق حرام اور قطعاً ناجائز ہے۔ یاد رہے جس امر پر صحابہ کا اجماع ثابت ہو جائے اس کی حیثیت کتاب و سنت سے ثابت شدہ دلیل یا حکم شرعی سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کاری زخم لگنے کے بعد اپنی وفات کا احساس ہونے لگا تو انہوں نے خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ اپنی شوریٰ کے سپرد کر دیا اور نصب خلیفہ کے لئے تین دنوں کی مدت مقرر فرمائی۔ آپ نے مزید فرمایا "اگر تین روز مخالفت جاری رہے تو تیسرے روز متفق علیہ خلیفہ کی مخالفت کرنے والے کو قتل کر دیا جائے اور اس پر عمل درآمد کرانے کے لئے آپ نے پچاس مسلح سپاہیوں کا دستہ بھی مقرر فرما دیا۔ ظاہر ہے مخالفت کرنے والا شخص لازماً اہل شوریٰ میں سے کوئی بڑا صحابی ہوتا لیکن معلم انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تیار کردہ اس جماعت میں ایک صحابی سے اختلاف کرنے کی ضعیف روایت بھی منقول نہیں ہے۔

یہی معمول ہر خلیفہ کے انتقال پر رہا۔ خلیفہ بلافصل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے انتخاب ١١ھ سے لے کر خلیفہ مستعصم باللہ عباسی کی شہادت ٦٥٦ھ تک عالم اسلام خلیفۃ المسلمین سے کبھی محروم نہیں رہا۔ البتہ خلیفہ مسترشد باللہ، جسے سلطان مسعود سلجوقی نے دس رمضان المبارک ٥٢٩ھ میں گرفتار کیا تھا اور جس کا زمانہ اسیری تین ماہ اور سات روز سے زیادہ نہیں تھا، کی گرفتاری کے دوران عالم اسلام خلیفہ کے بغیر رہا۔ لیکن اسلامی دنیا کے لئے یہ ایسا المناک واقعہ تھا جس کے رونما ہونے سے بغداد زیر و زبر ہو گیا۔ ابن کثیرؒ اس اندوہناک منظر کو اس طرح پیش کرتے ہیں :

"بغداد کے باسیوں میں ظاہر و باطن کے لحاظ سے ایک زلزلہ آگیا۔ عوام نے مساجد کے منبر تک توڑ ڈالے اور جماعتوں میں شریک ہونا چھوڑ دیا۔ عورتیں برہنہ سر باہر نکل آئیں اور خلیفہ کی قید پر رونے لگیں۔ دوسرے علاقے بھی بغداد کے نقش قدم پر چل نکلے، اس کے بعد یہ فتنہ اس قدر پھیلا کہ تمام علاقے اس کی لپیٹ میں آگئے۔ ملک سنجر نے یہ حالت دیکھی تو اپنے بھتیجے کو معاملے کی نزاکت سے خبردار کیا اور اسے حکم دیا کہ فوراً خلیفہ کو آزاد کر کے خلافت بحال کر دے۔ ملک مسعود نے اس حکم کی تعمیل کی۔"

اس سارے جائزے میں ہمارے لئے غور طلب بات یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ کیا آج مسلمان اسی قدر حساس ہیں؟ کیا وہ قیام خلافت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں؟ اگر وہ اس حوالے سے مصروف عمل ہیں تو ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ تو نہیں جس کی وجہ سے خلافت کے قیام میں تاخیر ہو رہی ہے جو یقیناً گناہ کا باعث ہوگی۔ اگر مسلمان قیام خلافت میں مشغول ہی نہیں ہیں تو بے شک غفلت اور تساہل کا یہ تمام عرصہ گناہ کی زندگی متصور ہو گا اور یہ گناہ اس وقت تک ساقط نہیں ہو گا جب تک وہ خلافت قائم نہ کرلیں۔ اس صورت میں بھی اقامت خلافت کا فریضہ ادا ہو جائے گا لیکن غفلت و تساہل کا ارتکاب کر کے جس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں وہ توبہ استغفار کے بغیر ساقط نہیں ہو گا۔

مسلمانوں نے اپنے شاندار ماضی میں خلیفہ کو کس نگاہ سے دیکھا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ خلیفہ مستعصم باللہ کی شہادت پر شیخ سعدی نے ایک دلدوز مرثیہ کہا۔ باوجودیکہ آپ مرکز خلافت سے بہت دور شیراز میں رہتے تھے اس جگہ سوز مرثیہ کا مطلع یہ ہے۔

آسمان را حق بود گر خوں ببارد بر زمین
بر زوال امر مستعصم امیر المومنین

اسی خلیفہ مستعصم باللہ کی شہادت کے بعد ساڑھے تین برس تک منصب امامت پر خلیفہ کا تقرر نہیں ہو سکا۔ اس دوران علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں جو سنین پر مشتمل ہے، جب بھی نیا سال شروع کیا تو یہ الفاظ تحریر فرمائے :

((استهلت هذه السنة وليس للمسلمين خليفة))

"یہ سن ہجری شروع ہو گیا ہے لیکن مسلمانوں کا کوئی خلیفہ

نہیں ہے"۔ الغرض اس قسم کے واقعات رونما ہوتے رہے یہاں تک کہ مصر کے ذہین سلطان الملک الظاہر بیبرس نے ۱۳/ رجب ۶۵۹ھ میں عباسی خاندان کے ایک شخص مستنصر باللہ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ اگرچہ اس کے ہاتھ میں کسی قسم کا اقتدار نہ تھا' وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی قوت سے بھی محروم تھا۔ تاہم اہل مصر نے اس کی خلافت پر عظیم جشن مسرت منایا اور یہ ان کی روحانی خوشی کا یادگار دن بن گیا۔

اسی طرح ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم عثمانی نے مصر' شام' عراق اور مشرق وسطیٰ کو عثمانی سلطنت کی تولیت میں لینے کے بعد' اس وقت کے برائے نام خلیفہ متوکل سے خلافت قائم کرنے کی اجازت حاصل کر لی اور مرکز خلافت مصر سے قسطنطنیہ لے گیا اسی طرح خلافت آل عباس سے آل عثمان میں منتقل ہو گئی۔ عباسی خلفاء نے منصب امامت کے حقوق کہاں تک پورے کئے یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ لیکن یہ حقیقت اشتباہ سے بالا تر ہے کہ آل عثمان کی تمام کوتاہیوں اور مشکلات کے باوجود منصب خلافت کے حوالے سے ان کی عظمت اور خلافت اسلامیہ کی عزت قائم تھی۔ پھر سلطان عبدالحمید خان ثانی نے اس منصب رفیع کو رفعت بخشی تو یہ پوری دنیا کا مرکز التفات بن گیا۔

لیکن سلطان عبدالحمید ثانی کی معزولی اور الغائے خلافت کا نامبارک اقدام جو ۱۹۲۴ھ میں پیش آیا' امت مسلمہ کے لئے بیسویں صدی کا سب سے بڑا حادثہ تھا۔ اس صدی میں مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ کبھی پیش نہ آیا۔ اس کی وجہ سے مسلمان منصب امامت سے محروم ہو گئے۔ ان کا مستقبل تاریک ہو گیا' مقامات مقدسہ اغیار کے قبضہ میں چلے گئے' دنیائے عرب میں عالمی سامراج نے مجہول النسب اسرائیل نامی بچہ کو جنم دیا' پاکستان دولخت ہوا' افغانستان میں آتش فشاں پھٹا اور عالم اسلام بالعموم اور عالم عرب بالخصوص یتیم اور لاوارث ہو کر رہ گئے۔

ہمارے اس تحتی براعظم میں لوگوں نے خلافت عثمانیہ کے لئے جو قربانیاں دیں اور الغائے خلافت پر جس گہرے رنج کا اظہار کیا اس کی مثال پورے عالم اسلام میں نہیں مل سکے گی۔ اس دور کے مسلمان قائدین نے تحریک خلافت کو اس قدر پروان چڑھایا کہ سیاسی شہرت کے لئے گاندھی جی بھی شریک ہو کر تحریک کے سورما کہلانے لگے۔ اس تحریک کے نامور قائد مولانا محمد علی جوہر کو آسام سے مدارس جاتے ہوئے والٹر ریلوے سٹیشن پر ۱۴ ستمبر ۱۹۲۱ء کو پابند سلاسل کر لیا گیا۔ اس مہینے کی ۲۶ تاریخ کو کراچی کے خالق دینا ہال میں ان کے اور ان کے رفقاء کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی اور یکم اکتوبر ۱۹۲۱ء کو ختم ہو گئی۔

۴ نومبر ۱۹۲۱ء کو علی برادران اور ان کے پانچ ساتھیوں کو دو دو سال قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ اس طرح ۲۶ ستمبر ۱۹۲۱ء سے ۴ نومبر ۱۹۲۱ء تک کا دور نہایت تذبذب کا دور تھا' ہر آن اندیشہ تھا کہ علی برادران اور ان کے رفقاء کو عمر قید کی سزا دے کر جزیرہ انڈیمان (کالے پانی) بھیج دیا جائے گا یا پھانسی دے دی جائے گی۔

مسئلہ خلافت کی رو سے اس دور کے عوامی جذبات و احساسات کا پتہ ایسی دو نظموں سے چلتا ہے جو کسی ایسے غیر معروف شاعر کا کلام ہے جس کا تخلص یاسین تھا۔ کلام میں اشعار ندرت' خاص لین اور فنی معیار سے سقیم ہیں۔ چونکہ اس دور کے عوامی جذبات کی بھرپور ترجمانی ہے اس لئے متحدہ ہندوستان کا کوئی شہر اور گاؤں ایسا نہیں تھا جس میں مرد و زن' بوڑھے اور بچے کی زبان پر اس جذباتی کلام کا کوئی اثر نہ ہوا ہو۔ ان میں سے ایک نظم "صدائے خاتون" کے عنوان سے مشہور ہے جس میں یاسین صاحب ایک بیوہ اور ضعیف ماں کی حیثیت سے مامتا بھری آواز میں بے گناہ اسیران خلافت کے مصائب پر فریاد کرتے ہیں اور ساتھ ہی ماں کی طرف سے مجاہد بیٹوں کو عقیدۂ خلافت پر استقامت کا پیغام دیتے ہیں' دشمنان خلافت سے مقاومت کی وصیت کرتے ہیں اور مستقبل میں ماں پر متوقع مظالم کے مقابلہ کے لئے ماں کی طرف سے اظہار جرأت مندی فرماتے ہیں۔ نظم چار چار مصرعوں کے پندرہ بند یعنی تیس اشعار پر مشتمل ہے۔ پندرھویں بند کے تیسرے مصرعے میں شاعر کا تخلص (یاسین) موجود ہے ملاحظہ فرمائیں۔

صدائے خاتون

—— (۱) ——

بولیں اماں محمد علی کی!
جان بیٹا خلافت پہ دے دو!
ساتھ تیرے ہے شوکت علی بھی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو!

—— (۲) ——

ہو تمہیں میرے گھر کا اُجالا
تھا اسی واسطے تم کو پالا
کام کوئی نہیں اس سے اعلیٰ
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۳) ——

اے میرے لاڈلو! میرے پیارو!
اے میرے چاند! اے میرے تارو!
میرے دل اور جگر کے سہارو
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۴) ——

صبر سے جیل خانے میں رہنا
جو مصیبت پڑے اسے کو سہنا
کہیو اپنی اماں کا کہنا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۵) ——

بوڑھی اماں کا کچھ غم نہ کرنا
کلمہ پڑھ کر خلافت پہ مرنا
پورا اس امتحان میں اترنا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۶) ——

اگر ذرا سست دیکھوں گی تم کو
دودھ ہرگز نہ بخشوں گی تم کو
میں دلاور نہ سمجھوں گی تم کو
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۷) ——

میرے بچوں کو مجھ سے چھڑایا
دل حکومت نے میرا دکھایا
اس بڑھاپے میں مجھ کو ستایا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۸) ——

میرے بچوں کو پکڑا سفر میں
کس طرح چین ہو مجھ کو گھر میں
خاک دنیا ہے میری نظر میں
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۹) ——

اب میری حق سے فریاد ہو گی
غیب سے میری امداد ہو گی
میری محنت نہ برباد ہو گی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۱۰) ——

ہوتے میرے اگر سات بیٹے
کرتی سب کو خلافت پہ صدقے
ہیں یہی احمدؐ کے رستے
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—— (۱۱) ——

کالے پانی خوش ہو کے جانا
سجدۂ شکر میں سر جھکانا

میں پڑھوں گی خدا کا دوگانہ
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—(۱۲)—

پھانسی آئے اگر تم کو جانی
مانگنا مت حکومت سے پانی
بات رکھ لیجیو خاندانی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—(۱۳)—

حشر میں حشر برپا کروں گی
پیش حق تم کو لے کر چلوں گی
اس حکومت پہ دعویٰ کروں گی
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—(۱۴)—

دین و دنیا میں پاؤ گے عزت
سب کہیں گے شہید خلافت
اے محمد علی اور شوکت
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

—(۱۵)—

آج اسلام نرغہ میں آیا
ظلم کفار نے مل کر ڈھایا
چین یاسین ہم نے نہ پایا
جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اسی طرح یاسین صاحب کی دوسری نظم "صدائے مظلوم" [1] ہے جو انہوں نے ۴ نومبر ۱۹۲۱ء کو مجاہدین خلافت کے مقدمہ کا فیصلہ صادر ہونے کے بعد کہی ہے اس کے اٹھارہ بند یعنی چھتیس اشعار درج ذیل ہیں :

صدائے مظلوم

—(۱)—

کہہ رہے ہیں کراچی کے قیدی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو
آبرو حق کے رستے میں دے دی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۲)—

لو سزا بے گناہوں نے پائی
آج ہوتی ہے تم سے جدائی
سارے ہندو مسلمان بھائی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۳)—

قید سے جو ہم جیتے بچیں گے
بھائیو تم سے پھر آ ملیں گے
صبر سے شکر سے ہم رہیں گے
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۴)—

تم ہمیں یاد کر کے نہ رونا
آنسوؤں سے نہ دامن بھگونا
مل کے سوراج کا بیج بونا
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۵)—

کام مل کے خلافت کا کرنا
جز خدا کے کسی سے نہ ڈرنا
حق کے رستہ پر کچھ کر گزرنا
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۶)—

جرم بس ہم نے اتنا کیا تھا
دین احمدؐ کا فتویٰ دیا تھا
کیا حکومت کا اس میں برا تھا
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۷)—

بات قرآن کی جب سنائی
لو سزا اس کے بدلے میں پائی
مل کے سب دو خدا کی دوہائی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۸)—

بات ہم نے کہی تھی جو سچی
اس کے بدلے میں پیسیں گے چکی
کس کی تقدیر ہے ہم سے اچھی
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۹)—

ہائے سچی شریعت کے عالم
ہائے دین محمدیؐ کے خادم
دشمنوں کے بنے آج مجرم
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۰)—

ہیں مسلمان سب جان کھوتے
آسمان پر فرشتے ہیں روتے
صبر کر لیں بڑے اور چھوٹے
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۱)—

کچھ نہیں بال بچوں کا غم ہے
پر خلافت کا ہم کو الم ہے
پس اس واسطے چشم نم ہے
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۲)—

بے خطا تھے، سزا پا رہے ہیں
بے گناہ قید میں جا رہے ہیں
ہم کو اغیار کلپا رہے ہیں
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۳)—

دین حق کی حمایت کی خاطر
اور پیاری خلافت کی خاطر
اس نبیؐ کی امانت کی خاطر
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۴)—

تم کو محلوں میں رہنا مبارک
بستر اور بچھونا مبارک
جیل کا ہم کو کونا مبارک
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۵)—

عیش دنیا کے تم کو مبارک
خواں سب نعمتوں کے مبارک
ہم کو فاقہ پہ فاقہ مبارک
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۶)—

تم کو تن زیب لٹھے مبارک
تم کو ریشم کے کپڑے مبارک
ہم کو کمبل کے ٹکڑے مبارک
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—(۱۷)—

ہتھکڑی تو ہے مردوں کا گہنا
جانگیہ کمبل کا ہم نے پہنا
آدھی ٹانگیں ہیں ننگی برہنہ
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

—— (۱۸) ——

ہے سلام آخری یہ ہمارا
کر دو یاسین تم آشکارا
قید میں ہم کریں گے گزارا
ہم تو جاتے ہیں دو دو برس کو

غرض یہ کہ تحریک خلافت نے اس طرح مسلمانوں کے دینی و ملی شعور کو جھنجھوڑا کیونکہ خلافت کے منہدم ہونے سے ان کے دل زخمی تھے۔ تشت و افزاق کی زندگی اور اس کے مہلک نتائج ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ انگریزی عدالتوں کے فیصلے' غیر مسلموں کی تقلید' امارت شرعیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی زندگی سے انحراف' عورتوں کی مظلومی' فتنہ ارتداد اور اس قسم کے سینکڑوں مسائل تھے جنہوں نے اپنے اپنے مبلغ علم اور جذبۂ احساس کے مطابق ہر ہندوستانی مسلمان کو بے چین کر دیا تھا۔

اس نوعیت کی زندگی جس میں نظام امارت نہ ہو' نہ کوئی امیر ہو نہ مامور' نہ کوئی قانون ہو نہ دستور اور حریت شخصیت اور من مانی کی وجہ سے ہر شخص شتر بے مہار ہو' شریعت اسلامیہ میں اس زندگی کو جاہلیت کی زندگی کہا گیا ہے اور اس کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

{۱} جو حضرات اس نظم کی نسبت مولانا محمد علی جوہر کی طرف کرتے ہیں وہ آخری بند کے دو مرے مصرعہ میں تخلص "یاسین" پر غور فرمائیں' نیز یہ اشعار مولانا محمد علی جوہر کے مجموعۂ کلام میں بھی درج نہیں ہیں۔

نوٹ : اس نظم کے بند نمبر ۹ میں جن علماء شریعت اور خدام دین کی طرف اشارہ ہے ان سے مقصود شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی' مولانا نثار احمد کانپوری اور مولانا غلام مجدد سرہندی ہیں' جو علی برادران' ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور سوامی شنکر آچاریہ کے ساتھ اس مقدمہ میں ماخوذ تھے۔

سعید اظہر عاصم حلقہ پنجاب جنوبی کے نئے امیر ہوں گے

توسیعی مجلس عاملہ میں امیر تنظیم اسلامی نے حلقہ پنجاب جنوبی کے امیر ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی کی جگہ جناب سعید اظہر عاصم کو امیر حلقہ کی ذمہ داری دی گئی ہے جبکہ ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی تنظیم اسلامی ملتان شہر کے امیر کی ذمہ داری ادا کریں گے۔

خبرنامۂ اسلامی امارت افغانستان

پڑوسی ممالک مداخلت بند کر دیں ورنہ ضروری اقدامات ناگزیر ہوں گے'

خواتین کے حقوق وہی ہیں جو اسلام نے عطا فرمائے ○ ملا محمد عمر

امیر المومنین ملا محمد عمر نے کہا ہے کہ اسلامی امارت تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک خصوصاً ہمسایہ ممالک کے ساتھ اسلام کی حدود میں اچھے تعلقات کی خواہاں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ کسی کے اندرونی معاملات میں مداخلت کریں۔ دیگر ممالک سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت بند کر دیں۔ اسلامی امارت کے مخالفین کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں اور افغانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ اگر اب بھی کوئی ملک مداخلت سے باز نہیں آتا تو ہم اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے اور ان کے مقابلے میں ضروری اور لازمی اقدامات کریں گے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اب جبکہ ۸۰ فیصد علاقے پر اسلامی امارت کا قبضہ ہے اور وہاں امن قائم ہے۔ ملک میں مرکزی حکومت موجود ہے' عوام کی جان و مال اور آبرو محفوظ ہے۔ ہم وطنوں کو کام کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے اور ہر قسم کے جبر و ظلم اور تشدد کا خاتمہ ہو چکا ہے' مسلح قوتوں کو غیر مسلح کیا گیا ہے' تعمیر نو کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے' تعلیم اور تربیت جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب جبکہ یہ سب کچھ ہو چکا ہے تو دنیا کو چاہئے کہ وہ ذاتی مفادات سے دستبردار ہو کر افغان عوام کی امنگوں کا احترام کرے۔ پانچ فیصد سے کم علاقے پر قابض نام نہاد شمالی اتحاد' جس کے زیر تسلط علاقے میں عوام کا جان و مال محفوظ نہیں اور وہاں کئی مسلح دھڑے ہیں۔ اس نام نہاد شمالی اتحاد کو اقوام متحدہ نے تسلیم کر کے افغان قوم کے ساتھ عظیم جفا اور ان کے حقوق پر کھلا تجاوز کیا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ وہ سابقہ تنظیمیں اور مجاہدین جنہوں نے چودہ سال کے دوران کمیونسٹ انقلاب کے مقابلہ میں مردانہ وار لڑائی اور مقدس جہاد کیا بعد میں بھی اپنے جہاد کا تحفظ کیا اور خانہ جنگی میں حصہ نہیں لیا ان کو اسلامی امارت ان کی اہلیت اور صلاحیت کے مطابق ذمہ داریاں دے گی۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ان مخلص افغانوں کو جو اسلام اور وطن سے محبت رکھتے ہوں اور تعمیر نو کی کوشش میں حصہ لینے کے خواہش مند ہوں' کو اپنے ساتھ ملائیں۔

خواتین کے حقوق ان کی تعلیم اور کام کاج کے سلسلے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خواتین کے حقوق وہی ہیں جو اسلام نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ اس ملک میں متعدد تنظیموں کی موجودگی کے متعلق ملا عمر نے کہا کہ گزشتہ تلخ تجربات نے ثابت کیا ہے کہ متعدد دھڑوں اور تنظیموں کی وجہ سے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ہمارا ملک خانہ جنگی کا شکار ہوا۔ قومی اثاثے لوٹ لئے گئے اور چودہ سالہ جہاد کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا گیا اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ ایک بار پھر ہماری ملت متعدد تنظیموں اور گروہوں میں بٹ جائے کیونکہ یہ تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے ہم ماضی کا تلخ تجربہ نہیں دہرا سکتے۔

اسلام جیسے مقدس دین میں بھی فرقوں اور مختلف احزاب کی مذمت کی گئی ہے۔ سیاسی حل' مذاکرات اور بات چیت کے بارے میں انہوں نے کہا کہ طالبان تحریک صلح اور سلامتی کی خاطر وجود میں آئی ہے اور ہم نے ہمیشہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی بجائے مذاکرات اور مفاہمت کا راستہ اختیار کیا ہے۔ بدقسمتی سے اسلامی حکومت کے مخالفین اپنی بقاء جنگ میں خیال کرتے ہیں اور ہمیشہ انہوں نے مذاکرات کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کی ہیں اس کے باوجود ہم مخالفین کے ساتھ اس شرط پر مذاکرات کے لئے تیار ہیں کہ ان سے نتیجہ مرتب ہو' وہ اسلام و ملت کے مفاد میں ہو اور صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو۔

افغان مجاہد قوم کے نام اپنے پیغام میں ملا محمد عمر نے کہا کہ افغان قوم سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اسلام کے مقدس دین کے ہر حکم پر عمل کرے۔ فاسد نظریات اور باطل خیالات کو ذہن و فکر سے نکال دے' قوم پرستی اور علاقہ پرستی چھوڑ دے اور اسلام کے مقدس دین کی تطبیق کی راہ میں کسی قسم کی قربانی اور ایثار سے دریغ نہ کرے۔

داعیان دین کو نبویؐ طریق کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی!

— تحریر : نجیب صدیقی ' کراچی —

میں نے دیکھا! ایک شخص بندر روڈ کراچی کے فٹ پاتھ پر کھڑا ہوا ہے اس کے اردگرد ایک مجمع سا لگا ہوا ہے وہ شخص زمین سے ایک مٹھی ریت اٹھاتا ہے اور پھر زمین کی طرف آہستہ آہستہ گراتا ہے۔ وہ لوگوں سے مخاطب ہے اے لوگو! یہ ریت جس طرح بھربھری ہے اسی طرح ایک دن ہماری تمہاری ہڈیاں بھی بھربھری ہو جائیں گی۔ وہ وقت یقینی ہے' حتمی ہے' وہ آکر رہے گا۔ تم دیکھتے نہیں کہ تمہارے ماں باپ اور ان سے پہلے کے لوگ اس زمین کے پیوند ہو گئے۔ ہمارا تمہارا وقت بھی آنے والا ہے۔ اس وقت کے آنے سے پہلے کچھ تیاری کرلو۔

اس شخص کی آواز دھیمی' پرسوز اور درد بھرے لہجے میں تھی' اس شخص نے کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ دعوت کو پرسوز لہجے میں پیش کیا۔ خلوص و اخلاص کے ساتھ جب بات کہی جائے تو وہ براہ راست دل میں اترتی ہے۔ بے غرض بات لوگوں کو گرویدہ کرلیتی ہے۔ انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ہماری بھلائی کیلئے ہے۔

وہ شخص تھوڑی دور چلا پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا وہی عمل دھرایا۔ اس بار اس کے ساتھ کچھ نئے لوگ بھی تھے اور کچھ پرانے جن لوگوں کے دل میں اس کی بات اتر گئی تھی وہ اس کے ساتھ ہو لئے تھے۔ وہ شخص کہہ رہا تھا! میرے بھائی سنو! سوچو! وہ وقت تو ہر شخص پر آنے والا ہے جسے موت کہتے ہیں' اس سے مفر نہیں ہے۔ موت کے بعد کی زندگی کے لئے اس دنیا میں تیاری کرنی ہے۔ عقلمند وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ زاد راہ جمع کرے۔ یہ زاد راہ کیا ہے تقویٰ ہے۔ اللہ کے احکامات پر خوشدلی اور محبت کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہے۔ اس کی بے چون و چرا اطاعت کرنی ہے' سر تسلیم خم کرنا ہے۔ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس میں نیکی کاشت کرو گے تو آنے والی زندگی میں دس گنا زیادہ اجر ملے گا اور اگر یہ زندگی تم نے غفلت میں گزار دی تو سخت حالات سے سابقہ پیش آئے گا جس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کہنے والے کے چہرے بشرے سے اس کے دل کی کیفیت کا اظہار ہو رہا تھا۔ وہ سراپا محبت اور سراپا خیر نظر آ رہا تھا۔ دعوت کا یہ انداز محبوب بھی ہے مطلوب بھی کہ کہنے والا سننے والوں کے لئے سراپا خیر اور سراپا محبت ہو۔ وہ شخص جس کی زندگی کا مشن یہی تھا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ' انہیں ان کا اپنا عہد یاد دلاؤ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا۔ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے شدنی ہونے کا یقین پیدا کرو۔ انبیاء کا طریقہ کار یہی تھا کہ وہ عوام الناس کے لئے سراپا خیر ہوتے تھے جس دین کے وہ پرچارک تھے اسے خود ہی اسی طرح قبول کیا تھا کہ ان کا وجود سراپا دعوت بن گیا تھا۔ دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے انبیاء کا طریقہ کار اپنائے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔

اس شخص کا وجود سراپا دعوت سراپا خیر' سراپا رحمت تھا۔ وہ گلیوں میں پھرتا' بازاروں میں جاتا اور لوگوں کو مخاطب کر کے وہی بات کہتا۔ اسے لوگ پہچاننے لگے تھے اس کے خلوص و محبت کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے ساتھی بن گئے تھے اور اس کے مشن میں بھرپور مددگار ہو گئے تھے۔ وہ شخص پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھا۔ وہ اپنے مطب میں صرف دو گھنٹے بیٹھتا تاکہ اس کی دال روٹی چل سکے' بقیہ اوقات کو دعوت کے کام میں لگایا۔ وہ عزیمت کے اس مقام پر کھڑا تھا' جسے دیکھ کر لوگوں نے اپنی زندگی کا نقشہ بدل لیا۔ اس کی زندگی کے اور بے شمار پہلو ہیں جو اپنی جگہ پر نہایت اہم اور قابل تقلید ہیں مگر اس وقت اس کے دعوت کے پہلو کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

آج وہ شخص ہم میں نہیں ہے۔ جس آخرت کی وہ بات کرتا تھا اب خود بھی وہیں پہنچ چکا ہے اس نے اپنے زندگی کے قیمتی لمحات دعوت کے کام میں صرف کئے اور اللہ کے حضور اسی حالت میں پہنچا ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

طاغوت کون؟

"طاغوت" لغت کے اعتبار سے ہر اس شخص کو کہا جائے گا جو اپنی جائز حد سے تجاوز کر گیا ہو۔ قرآن کی اصطلاح میں طاغوت سے مراد وہ بندہ ہے' جو بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود آقائی و خداوندی کا دم بھرے اور خدا کے بندوں سے اپنی بندگی کرائے۔ خدا کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اس کی فرمانبرداری ہی کو حق مانے' مگر عملاً اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ اس کا نام فسق ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اس کی فرمانبرداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا اس کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے لگے' یہ کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ مالک سے باغی ہو کر اور اس کے ملک اور اس کی رعیت میں خود اپنا حکم چلانے لگے۔ اس آخری مرتبے پر جو بندہ پہنچ جائے' اسی کا نام طاغوت ہے۔

...... خدا سے منہ موڑ کر انسان ایک ہی طاغوت کے چنگل میں نہیں پھنستا' بلکہ بہت سے طواغیت اس پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ ایک طاغوت شیطان ہے جو اس کے سامنے نت نئی جھوٹی ترغیبات کا سدا بہار سبز باغ پیش کرتا ہے۔ دوسرا طاغوت آدمی کا اپنا نفس ہے' جو اسے جذبات و خواہشات کا غلام بنا کر زندگی کے ٹیڑھے سیدھے راستوں میں کھینچے کھینچے لئے پھرتا ہے۔ اور بے شمار طاغوت باہر کی دنیا میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ بیوی اور بچے' اعزہ اور اقربا' برادری اور خاندان' دوست اور آشنا' سوسائٹی اور قوم' پیشوا اور رہنما' حکومت اور حکام' یہ سب اس کے لئے طاغوت ہی طاغوت ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک اس سے اپنی اغراض کی بندگی کراتا ہے اور بے شمار آقاؤں کا یہ غلام ساری عمر اسی چکر میں پھنسا رہتا ہے کہ کس آقا کو خوش کرے اور کس کی ناراضی سے بچے۔ کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ کا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس طاغوت کا منکر نہ ہو۔

(اقتباس از "تفہیم القرآن" مفسر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

تنظیم اسلامی کے ذمہ دار حضرات کی خصوصی تربیت گاہ..... ایک جائزہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نسیان کو شامل کر دیا ہے۔ لہٰذا زندگی کے مختلف معاملات میں وہ نسیان کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو باتیں اس کے ذہن میں محفوظ رہنی چاہئیں ان کی اسے گاہے بگاہے تذکیر کرائی جاتی ہے۔ اقامت دین کی جدوجہد میں شامل رفقاء کو تنظیم کی فکر اور اس کے طریقہ کار کی تذکیر کے لئے گاہے بگاہے ریفریشر کورسز منعقد کئے جاتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک ریفریشر کورس ذمہ داران کی خصوصی تربیت کے لئے مرتب کیا گیا تھا۔ یہ تربیت گاہ ۲۱ تا ۲۷ جون' قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقد ہوئی۔ ہمارا ارادہ ایک ایسی تنظیم کو وجود میں لانے کا ہے جس کا ڈسپلن فوجی طرز کا ہو۔ چنانچہ ہمیں اپنے رفقاء کی تربیت بھی فوجی انداز میں کرنی پڑے گی۔ پہلا لیکچر علم کے موضوع پر رحمت اللہ بٹر صاحب' ناظم تربیت کے ذمہ تھا۔ عبداللطیف کھوکھر صاحب کا اصرار تھا کہ خلافت کے حصول کا ذریعہ علم الابدان نہیں بلکہ علم الادیان ہے۔ ان کی یہ بات درست ہے تاہم خلافت کی ارتقاء کے لئے علم الابدان کا حصول بھی لازم ہے۔ مزید یہ کہ علم الابدان سے درست استفادہ علم الادیان کی روشنی ہی کا مرہون منت ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ خلافت انسانی حاکمیت میں تبدیل ہو کر بدترین آمریت کی صورت اختیار کر لے یا کسی بڑی گمراہی کا دروازہ کھل جائے۔ دعوت رجوع الی القرآن کے کارکنوں کو قرآن کی صحیح تلاوت کے لئے تجوید کے قواعد کا جاننا ضروری ہے۔ یہ انتہائی مفید پروگرام تھا جسے محترم خالد شفیع نے بڑے دلنشین انداز میں پورے ہفتہ جاری رکھا۔ چوہدری غلام محمد صاحب قلم ہی نہیں بلکہ "صاحب کلام" بھی ہیں۔ انہوں نے "جہاد بالقرآن کا آخری محاذ" پر بہت ہی مفید لیکچر دیا۔ جاہلیت جدیدہ کے محاذ کو سر کئے بغیر واقعہ یہ ہے کہ آج کے دور میں اسلامی انقلاب کا برپا ہونا محال ہے۔ ان کے اس لیکچر کو "فکر اقبال کی روشنی میں حالات حاضرہ اور ہماری قومی ذمہ داریاں" کے موضوع پر امیر محترم کے لیکچر نے تقویت پہنچائی۔ امیر محترم نے اسلام کے انقلابی فکر کے موضوع پر بھی لیکچر دیا۔ سب سے اہم لیکچر "حقیقت نفاق" کے موضوع پر تھا۔ امیر محترم کے ان ارشادات کو تو ہر رفیق کو حرز جاں بنا لینا چاہئے' اگر وہ نفاق کے مرض سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ انہوں نے فرمایا : جس نفاق کا ذکر قرآن میں ہے اس کا اطلاق عام حالات میں تمام مسلمانوں پر نہیں ہوتا جب تک کہ منہاج نبوت پر انقلابی تحریک برپا نہ ہو۔ جن لوگوں پر دین کا اصل تصور واضح ہو چکا ہو اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے یہ لوگ کسی انقلابی جدوجہد میں شامل ہو چکے ہوں وہ اس بیماری کی زد میں ہوتے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہا کریں اور نظم جماعت کی پابندی پر کاربند رہیں تو وہ اس سے محفوظ رہیں گے۔ البتہ جو لوگ اس جدوجہد سے انحراف کرتے ہیں وہ اس کی زد سے ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ہم میں سے ہر اس شخص کو' جو اقامت دین کی جدوجہد کے لئے کسی جمعیت میں شامل ہو' ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ اس کی شخصیت میں "نفاق" کا ظہور تو نہیں ہو رہا۔ اس نفاق کا پہلا مرحلہ جھوٹ' دوسرا جھوٹی قسمیں کھانا اور تیسرا اور خطرناک ترین مرحلہ داعی اور اس کے اعوان و انصار سے بغض و عداوت رکھنا ہے۔ تحریکی کارکنوں کے اوصاف کے موضوع پر امیر محترم کے اختتامی خطاب کے علاوہ زنا اور اس کے سدباب کے موضوع پر منتخب نصاب کے طویل درس اور موجودہ حالات میں قرآن حکیم کی عملی رہنمائی کے موضوع پر ان کے خطاب کے ویڈیو کیسٹس بھی دکھائے گئے۔ انفرادی دعوت کے موضوع پر نسیم الدین صاحب کے اور Decision Making کے موضوع پر مختار حسین فاروقی صاحب کے لیکچرز پر مشتمل ویڈیو کیسٹس بھی دکھائے گئے۔ محترم رحمت اللہ بٹر نے جس محنت کے ساتھ تربیت گاہ کنڈکٹ کی یہ انہی کا حصہ ہے۔ صبح ڈھائی بجے رفقاء کو جگانا' فجر کی نماز سے قبل ادعیہ ماثورہ وغیرہ کی تذکیر اور کھانوں کے موقع پر رفقاء کے درمیان موجود رہ کر ان کی ضروریات کا خیال رکھنا۔ یہ ایک جاں گسل محنت تھی جو انہوں نے سرانجام دی۔ جو تربیت گاہ کے دیگر انتظامات کے علاوہ تھی لیکن اس شان کے ساتھ کہ ہر وقت ان کے چہرے پر دل آویز سی مسکراہٹ موجود رہتی تھی۔ دینی فرائض کے جامع تصور پر محمد اشرف وصی نے' اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے موضوع پر حافظ عاکف سعید نے اور منہج انقلاب نبوی پر ڈاکٹر عبدالخالق نے مذاکرہ کنڈکٹ کیا۔ مذاکرہ اگر تمام شرکاء کی شرکت کا نام ہے تو میری رائے میں اشرف وصی صاحب سب پر بازی لے گئے۔

"امراء و نقباء کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر جناب عبدالرزاق نے لیکچر دیا۔ برادرم ڈاکٹر احمد افضال صاحب نے "آج کے دور میں ذرائع ابلاغ کے کردار" کے موضوع پر لیکچر دیا۔ رفقاء کے تفصیلی تعارف کے دوران جوائنٹ فیملی والوں کیلئے شرعی پردے کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا عمومی تذکرہ ہوا۔ برادرم اعجاز لطیف کی یہ بات بڑا وزن رکھتی ہے کہ ہمیں یہ طے کرنا پڑے گا کہ اس سلسلے میں کس حد تک نرمی سے کام لیا جا سکتا ہے۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے
حلقہ پنجاب شمالی کا مظاہرہ

حلقہ پنجاب شمالی کے زیر اہتمام ناظم حلقہ شمس الحق اعوان کی قیادت میں مظاہرہ ہوا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر "قومی سلامتی ایجنڈا" اور ایٹمی دھماکہ کے حق میں نعرے درج تھے۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے شمس الحق اعوان نے کہا کہ پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے خود کو اقوام عالم میں ایٹمی قوت کے طور پر منوا لیا ہے۔ حکومت اسلامی نظام نافذ کر کے "اسلامی دھماکہ" کر دے۔ سودی لین دین یک لخت ختم کر دیا جائے اور غیر سودی نظام معیشت کے قیام کے لئے وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق کی رپورٹ پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس وقت دنیا میں ۱۸۶ بینک بلاسود بینکاری کے نظام پر کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا پاکستان کو اس مسئلہ پر کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ لینڈ ریفارمز پر عمل درآمد کے لئے آہنی عزم کی ضرورت ہے۔ انگریزوں کے نمک خوار جن کے پاس ایک ایک لاکھ ایکڑ تک زرعی اراضی ہے' سب کالا باغ ڈیم کی مخالفت کی آڑ میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ناجائز قبضوں سے بے دخل ہونے کا صدمہ ان سب کو اکٹھا کر رہا ہے لیکن عوام ان کے چہرے پہچان چکے ہیں۔ ناظم حلقہ نے کہا کہ آئین پاکستان سے غیر اسلامی دفعات نکال دی جائیں تاکہ قرآن و سنت سے متصادم قانون سازی کی گنجائش ہی ختم ہو جائے۔ ٹیلی ویژن پر حیا سوز اور غیر اسلامی اقدار کے حامل پروگراموں کی جگہ جذبۂ جہاد سے بھرپور صحت مند اور تعمیری پروگرام دکھائے جائیں۔ الیکٹرانک میڈیا کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے استعمال کیا جائے۔

مسئلۂ کشمیر پاکستان اور بھارت کے درمیان تین جنگوں کا باعث بن چکا ہے یہ مسئلہ مذاکرات اور امن کے دروس سے حل نہیں ہوگا۔ اس کیلئے پوری قوم میں جہادی سپرٹ پیدا کی جائے۔ (رپورٹ : ناظم حلقہ پنجاب شمالی)

تنظیم اسلامی کراچی شرقی کی سرگرمیاں

مواقع کا بروقت استعمال کامیابی کی ضمانت ہے۔ ورنہ صورت حال وہی ہوتی ہے کہ ع

یک لحظہ غافل گشتم' صد سالہ راہم دور شد

یہ اصول جس طرح زندگی کے دیگر شعبوں کے لئے ناگزیر ہے اسی طرح دعوت دین کے معاملہ میں بھی اس اصول کو ہر دم پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک داعی اس معاملہ میں ہمیشہ چوکنا رہتا ہے۔ امیر حلقہ سندھ و بلوچستان محمد نسیم الدین صاحب کا معاملہ بھی یہی ہے۔ انہیں جیسے ہی یہ خبر ملی کہ اردو سائنس کالج گراؤنڈ' گلشن اقبال میں دوسری

قومی صنعتی نمائش لگنے والی ہے' انہوں نے تنظیم اسلامی کے اسٹال کے حصول کے لئے کوشش شروع کردی چنانچہ چھوٹا سا اسٹال حاصل کرلیا گیا۔ تنظیم اسلامی کراچی شرقی نمبرا کے ناظم مکتبہ جناب محمد ارشاد' جن کی تعلقات عامہ کے انداز سے امیر حلقہ کافی متاثر ہیں' کو مکتبہ کا ناظم مقرر کیا گیا۔ عابد جاوید خان امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع غربی کو اسٹال کی تزئین و آرائش کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ان کی معاونت کے لئے رونی جلیس صاحب اور محمد حنیف خان ضلع شرقی نمبرا سے گزارش کی گئی۔ "تنظیم اسلامی کا پیغام' نظام خلافت کا قیام" کے سلوگن کو اس طرح اُجاگر کیا گیا کہ نمائش میں داخل ہونے والا شاید ہی کوئی مرد ہو جس کی نظر سے یہ سلوگن نہ گزرا ہو۔ بعد ازاں محمد حنیف خان کو نمائش کے اسٹال کے جملہ انتظامات کا نگراں مقرر کردیا گیا۔ نمائش کے اوقات سہ پہر تین بجے تا ساڑھے گیارہ بجے شب تھے۔ یہ نمائش ۲۰ مئی سے ۱۵ جون تک جاری رہی۔ اسٹال پر ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ امیر محترم کے منتخب خطابات کو دکھانے کا انتظام تھا۔ CD کیسٹس کے ڈسپلے کے لئے کمپیوٹر آپریشن کا انتظام بھی موقع پر کیا گیا تھا۔ امیر تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۱۳ انجینئر نوید احمد کے ذمہ' جو انجمن خدام القرآن سندھ کے ڈائریکٹر' اکیڈ ملک اور آفس سیکریٹری بھی ہیں' قرآن اکیڈمی سے کتب و کیسٹس کی روزانہ اور بروقت فراہمی کے فرض کو خوب ادا کیا۔ انجمن خدام القرآن سندھ کی جانب سے اس مکتبہ میں CD کیسٹس سمیت آڈیو' ویڈیو کیسٹس اور کتابیں خصوصی رعایتی قیمت پر موجود تھیں۔ مالی معاملات کی دیکھ بھال اور اسٹال پر رفقاء کی تعیناتی کی ذمہ داری راقم الحروف کو سونپی گئی۔ حلقہ کے عملہ نے بھی معمول کے کاموں کے علاوہ اضافی محنت کی۔ منفرد رفیق عبدالواحد عاصم صاحب کو خصوصی رابطہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے روزانہ رات ۸ سے ۱۱ بجے تک کا وقت فارغ کیا۔ اپنی ناسازی طبع کی بناء پر آخری ۱۰ دن وہ تشریف نہ لاسکے۔ تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبرا کے رفیق وسیم احمد صاحب کمپیوٹر آپریشن کے انچارج تھے۔ جن تنظیموں میں رفقاء کمپیوٹر آپریشن کا علم رکھتے ہیں انہوں نے ان کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ دو رفقاء کی ڈیوٹی گیٹ پر تھی جہاں وہ نمائش سے واپس جانے والے افراد کو ایک لفافہ پیش کرتے تھے جس میں تنظیم کے تعارف پر مشتمل سہ ورقہ' قرآن کالج اور انجمن خدام القرآن سندھ کے تعارف پر مشتمل الگ الگ بینڈ بل تھے۔ نمائش کے بعد لوگوں سے رابطہ کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا تھا۔ ان سے ایک رائے نامہ پر کروایا جاتا تھا اور انہیں موقع پر ہی تنظیم کا ایک دعوتی کتابچہ' منشور اور ایک جریدہ پر مشتمل تحفہ پیش کیا جاتا تھا۔ اس طرح ہمیں تقریباً پانچ سو افراد کے پتے حاصل ہوئے جس کے بعد امیر محترم سے دورۂ کراچی کی گزارش کی گئی جسے انہوں نے اپنی خراب صحت کے باوجود از راہ کرم قبول فرمالیا۔ اس دورہ میں ۵ جولائی کو صبح گیارہ بجے امیر محترم کے خطاب عام کا بندوبست کیا گیا۔ تنظیم کی دعوت پر مشتمل پانچ سے چھ ہزار کی تعداد میں تعارفی پیکٹ لوگوں میں تقسیم کئے گئے جس سے تنظیم کا بھرپور تعارف ہوا۔ مکتبہ کے ذریعے تقریباً ۴۵ ہزار روپے کی فروخت ہوئی۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

تنظیم اسلامی لاہور شمالی کا جلسۂ خلافت

عالمی سطح پر بڑی سرعت سے رونما ہونے والی حالیہ تبدیلیوں اور احادیث نبویہؐ کے پیش نظر یہ امر ناگزیر ہے کہ سلطنت خداداد پاکستان اور افغانستان میں طالبان کے زیر اثر قائم اسلامی ریاست کے مابین کنفیڈریشن قائم ہو تاکہ حضرت مہدی کی نصرت کے ذریعے بالآخر نبی اکرم ﷺ کی صریح پیشینگوئیوں کی روشنی میں عالمی سطح پر غلبۂ اسلام کا خواب شرمندۂ تکمیل ہو سکے۔ ان خیالات کا اظہار اشرف پارک شاد باغ میں جلسۂ خلافت کے شرکاء سے لاہور شمالی کے امیر جناب اقبال حسین نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں افغانستان کے امیرالمومنین ملا محمد عمر کی جانب سے واضح پالیسی بیان آنے کے بعد ہماری حکومت کو بلاتاخیر مناسب اقدامات کرنے چاہئیں تاکہ عالمی ریشہ دوانیوں کا سدباب کیا جاسکے۔

قیام نظام خلافت کی جدوجہد کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ موجودہ امت مسلمہ کے لئے یہ فرض اولین کی حیثیت رکھتا ہے نیز نبی اکرم ﷺ کا وہ قرض دین حق کے غلبہ ہی کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے جس کی وضاحت حجۃ الوداع کے موقع پر کی گئی ہے۔

نظام خلافت کے ثمرات و برکات کی وضاحت کرتے ہوئے جناب اقبال حسین نے کہا کہ تمیز بندہ و آقا کا خاتمہ' حاکمیت خداوندی بلاشرکت غیرے قائم کرکے ہی ممکن ہو گا۔ نقد کے سود کا قلع قمع سرمایہ داری کے زمین بوس ہونے کی نوید جاں فزا ہے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور بعد ازاں اجماع امت کی بناء پر جاگیرداری کا بالکلیہ سدباب ہو گا۔ نیز زکوٰۃ کے نظام کو اپنی حقیقی روح کے ساتھ نافذ العمل کرکے اسلامی ریاست ہر شہری کو بنیادی ضروریات کی ضمانت فراہم کرے گی۔ ستر و حجاب کے احکام کی تنفیذ سے جنسی بے راہ روی کو لگام دی جاسکے گی۔

اپنی گفتگو کے اختتام پر انہوں نے پس چہ باید کرد کے حوالے سے شرکاء کو توجہ دلائی کہ محض خوشنما نعرے اور اسلام کے نظام حیات ہونے کے قصیدے پڑھنے سے اسلام کا عادلانہ نظام ہمارا مقدر نہیں بن سکتا۔ اسی طرح پوری انسانی تاریخ میں محض دعوت و تبلیغ نے باطل نظام کو اکھاڑنے کا کام کبھی سرانجام نہیں دیا۔ بے خدا جمہوری اور انتخابی سیاست بھی پیش نظر منزل مقصود کے حصول کا ذریعہ ہونے کے اعتبار سے سراب محض ثابت ہو چکی ہے۔ اس کار عظیم کیلئے ہمہ گیر انقلابی جدوجہد درکار ہے جو ایسے جاں فروشوں کے ذریعے انجام پائے جو خود اسلام پر عمل پیرا ہو کر بیعت سمع و طاعت فی المعروف کے نظم کے تحت نہی عن المنکر بالید کی روشنی میں سرکبف ہو کر میدان میں اترنے کا عزم مصمم رکھتے ہوں۔ (مرتب : محمد طارق جاوید)

تنظیم اسلامی کوئٹہ کا ایک روزہ پروگرام

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام ماہ جون کا ایک روزہ پروگرام بلوچستان کے مشہور ضلع مستونگ میں ہوا۔ اس پروگرام میں ۱۳ رفقاء نے کل وقتی اور ایک رفیق نے جز وقتی شرکت کی۔ دو احباب (بصیر صاحب اور عبدالرؤف) اور قاری شاہد صاحب کے شاگردوں حسنین صاحب اور سلطان صاحب نے شرکت کی۔ دعوتی قافلے کا مستونگ کی مسجد قبا میں قیام طے تھا۔ نماز عصر کے وقت یہ قافلہ مسجد میں پہنچا اور عصر کے فوراً بعد شہر میں گشت کرنے اور تنظیمی لٹریچر مستونگ کے باسیوں تک پہنچانے کے لئے رفقاء کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ نماز مغرب کے بعد ہونے والے دعوتی درس قرآن کی دعوت بھی عوام تک پہنچائی گئی۔ نماز مغرب کے بعد قاری شاہد صاحب نے سورۃ العصر پر درس قرآن دیا جس میں بیس احباب نے شرکت کی۔ دعا کے بعد بعض رفقاء نے احباب کو انفرادی دعوت دی اور سوالات کے جوابات دیئے۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد عمر دراز صاحب نے مراقبے کے حوالے سے نہایت فکر انگیز اور توجہ طلب نکات بیان کئے جو روز مرہ زندگی سے متعلق ہمارے معاملات و اعمال سے تعلق رکھتے تھے' جس کے نتیجے میں رفقاء کو اپنے اندر جھانکنے' غور کرنے اور ان میں اصلاح طلب پہلوؤں کا جائزہ لینے کا موقع ملا۔ اس کے بعد محمد طارق نے سونے کے آداب بیان کئے۔

نماز تہجد کے لئے تقریباً ۳ بجے تمام رفقاء بیدار ہوئے۔ نماز فجر کے بعد عبدالسلام نے احادیث کی روشنی میں "نوید خلافت" کے موضوع پر خلافت کی برکات اور احیاء دین کے بارے میں نبویؐ بشارتوں کے حوالے سے مفصل گفتگو کی۔ ناشتے اور آرام کے بعد نئے رفقاء کی تربیتی تقاریر کا پروگرام ہوا' جس میں شوکت علی' نجیب اللہ' اقتدار صاحب' سلیمان قیوم اور محمد اسحاق نے بالترتیب حضورؐ سے تعلق کی بنیادیں' دعوت الی اللہ' دینی فرائض کا جامع تصور' قرآن مجید کے حقوق اور دورِ جدید کے شرک اور حدیث نبویؐ سے ان کے ظہور کی پیشینگوئی کے عنوانات سے اصلاح طلب پہلوؤں کو اجاگر کیا۔

بعد ازاں "تعارف تنظیم اسلامی" نامی کتابچے سے محمد اسحاق کے مرتب کردہ سوالات کے ذریعے تنظیمی فکر کو رفقاء میں پختہ کرنے کی غرض سے پروگرام ہوا۔ مستونگ کے ایک ساتھی نے تنظیم سے متعلق سوالات کئے۔ نماز ظہر کے بعد امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ محبوب سبحانی صاحب نے "اسلامی انقلاب کا طریقۂ نبویؐ" پر خطاب کیا۔ احباب نے سوالات بھی کئے۔ (رپورٹ : کامران مسعود حسین)

تنظیم اسلامی کی مجلس مشاورت کا اجلاس لاہور میں منعقد ہو گا

تنظیم اسلامی کی نو منتخب مجلس مشاورت کا دو روزہ اجلاس ۱۳' ۱۴ اگست ۹۸ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہو گا۔ اجلاس کی صدارت امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ فرمائیں گے۔

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ فکر اقبال کے حقیقی وارث ہیں جنہوں نے اقبال کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کیلئے قرآن کالج قائم کیا

قرآن کالج کے خوش نصیب طلبہ قرآن کے سائے تلے اپنے شب و روز گزارتے ہیں

قرآن کالج لاہور — علامہ اقبال کے خوابوں کی تعبیر

تحریر: حافظ محمد مشتاق ربانی' سابق طالب علم قرآن کالج

علامہ اقبال موجودہ نظام تعلیم کی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں "بولہب را حیدر کرار کن" یعنی موجودہ تعلیم میں قوت تو ہے مگر یہ قوت خدا سے بغاوت میں کام آتی ہے۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ اس قوت کو دین کے تابع کرے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہمارے نوجوان عقلی اور ادراکی لحاظ سے مغربی دنیا کے غلام ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی روحیں اس خودداری کے عنصر سے خالی ہیں جو اپنی قومی تاریخ اور قومی لٹریچر سے پیدا ہوتی ہے

دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر
افلاک منور ہوں تیرے نور سحر سے

اس کے بعد آپ نے مثالی دارالعلوم کا تصور ان الفاظ میں پیش کیا: یہ امر قطعی طور پر ضروری ہے کہ ایک نیا مثالی دارالعلوم قائم کیا جائے جس میں مسند نشین اسلامی تہذیب ہو اور جس میں قدیم و جدید کی آمیزش دلکش انداز سے ہوئی ہو۔ اس کی مثالی تصویر کھینچنا آسان کام نہیں ہے' اس کے لئے اعلیٰ تخیل' زمانہ کے رجحانات کا لطیف احساس اور مسلمانوں کی تاریخ اور مذہب کے مفہوم کی صحیح تعبیر لازمی ہے۔

علامہ اقبال نے ایک ایسی مثالی یونیورسٹی کا تصور پیش کیا ہے جس کی اصل غایت اسلامی تہذیب کی نشاۃ ثانیہ ہو اور جس میں قدیم اور جدید کی آمیزش دلکش انداز میں ہو۔ لیکن اس آمیزش میں اس اہم نکتہ کو پیش نظر رکھا جائے کہ جدید علوم لازماً آسمانی ہدایت کے تابع ہوں اور اس یونیورسٹی سے ایسے طلبہ تیار ہوں جو جمود کا شکار نہ ہوں۔ قیادت عالم کا منصب حاصل کریں اور تحریک اقامت دین کے فعال سپاہی بنیں۔ اس طرح کی مثالی یونیورسٹی میں عمرانی اور طبعی علوم کو لازماً اسلامی تناظر میں ڈھالا جائے اور طالب علم چاہے کسی بھی شعبۂ تعلیم میں تربیت پا رہا ہو وہ توحید' رسالت اور آخرت پر کامل ایمان رکھتا ہو۔

علامہ مرحوم جیسے اپنی "آزاد ریاست" کے خواب کو زندگی میں نہ دیکھ پائے ایسے ہی ایک مثالی یونیورسٹی کے قیام کو بھی نہ دیکھ سکے۔ پھر جیسے ان کی آزاد ریاست کا خواب پاکستان کی شکل میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا ایسے ہی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب' جو فکر اقبال کے حقیقی وارث ہیں' نے اقبال کی مثالی یونیورسٹی کا تصور قران کالج کے نام پر دنیا میں پیش کیا ہے۔ یہ ایک ایسا کالج ہے جو ہر پہلو سے دیگر تعلیمی اداروں سے ممتاز اور ممیز ہے اور علامہ مرحوم نے جس مثالی یونیورسٹی کے خدوخال مقرر کئے تھے ان خدوخال کے عین مطابق کام کر رہا ہے۔ میری نظر میں جملہ پہلوؤں کے اعتبار سے قرآن کالج کا مد مقابل کوئی نہیں ہے۔ اس کالج کی اہمیت اس قدر ہے کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا کافی مشکل ہے۔

سائنس کی ایجادات سے پیدا ہونے والے معاشرتی تغیرات کے ضمن میں فکر دینی کی تعمیر نو قرآن کالج کا بنیادی مقصد ہے۔ اسی نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے ایسا نصاب مرتب کیا گیا ہے جو کہ طلبہ کی صلاحیتوں کے عین مطابق اور تہذیب اسلامی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں سے فارغ التحصیل طلبہ عقل میں ترقی پاتے ہیں اور قومی بھلائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں نیز ان میں ظلم کے خلاف نفرت پیدا ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اقامت دین کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اس کالج میں یوں تو ہر پہلو میں اعتدال کی راہ اختیار کی جاتی ہے تاہم اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ جدید علوم آسمانی ہدایت کے ماتحت ہوں۔ موجودہ مغربی تعلیم میں خدا کی بجائے مادہ' روح کی بجائے جسم اور آخرت کی بجائے دنیا کو ہی سب کچھ کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ لیکن قرآن کالج میں ہر چیز اور زندگی کے ہر پہلو کو وہی مقام دیا جاتا ہے جو قرآن و سنت دیتا ہے۔ آپ یقیناً میری بات سے اتفاق کریں گے کہ کالج اور یونیورسٹی سے نکلنے والے طلبہ مغرب کی تقلید کو اعزاز سمجھتے ہیں اور دوسری طرف مذہبی مدارس سے نکلنے والے اندھی تقلید کو اپنا وطیرہ بنا لیتے ہیں۔ لیکن قرآن کالج سے نکلنے والے طلبہ ایک طرف مغرب کی چالوں سے بخوبی واقف ہونے کے ساتھ دشمنوں کے غلط نظریات سے قرآن کے ذریعے جہاد کرنے میں مصروف رہتے ہیں تو دوسری طرف ایک باوقار اور علوم و فنون سے مسلح مسلمان معاشرے کے لئے اعزاز کا باعث بنتے ہیں۔

قرآن کالج میں اسلامی تہذیب کو خاص حیثیت حاصل ہے۔ اس تہذیب کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ طلبہ روحانی طور پر مضبوط ہوں۔ یہاں طلبہ ایسی تمام محافل سے فوری اجتناب کرتے ہیں جو اسلام کے منافی ہوں بلکہ انتظامیہ گہری نظر رکھتی ہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے اسلام کی تعلیمات پر زد پڑتی ہو۔ یہاں پر گانے بجانے اور دیگر غلط کاموں کے کرنے پر سخت سزا دی جاتی ہے اور ایسے طلبہ کے لئے یہاں بالکل نرم گوشہ نہیں ہے جو پاکیزہ ماحول پر غلط اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کالج میں طلبہ خود ہی باجماعت نماز پڑھنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن ایسا طالب علم جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ نماز میں تساہل برتتا ہے' اس کے خلاف مناسب تادیبی کارروائی کی جاتی ہے۔ طلبہ روزانہ فجر کے بعد باقاعدگی سے قرآن پاک کا کچھ حصہ تلاوت کرتے ہیں اور یہ خوش نصیب طلبہ دنیا کے نامور سکالر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے قرآن پاک کے وقتاً فوقتاً ہونے والے دروس میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہفتہ میں کالج کی تدریس کے اوقات میں باقاعدہ مجلس بزم ادب کا پروگرام ہوتا ہے جو خالصتاً تربیتی حوالے سے منعقد کیا جاتا ہے۔ اس میں کالج کے پروفیسر صاحبان کے علاوہ باہر سے بھی اہل علم کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر روز تذکیری پروگرام کا انعقاد ہوتا ہے جس میں قرآن کالج کے نصب العین کو سامنے

رکھتے ہوئے مختصراً تذکیر بالقرآن کی جاتی ہے۔ یوں یہ خوش نصیب طلبہ قرآن کے سائے تلے اپنے شب و روز گزارتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان تمام پروگراموں سے طلبہ کا درسی نظام متاثر نہیں ہوتا بلکہ وہ خود ہی ایسی مجالس کا اہتمام چاہتے ہیں۔

اس کالج میں نہ صرف پاکستان کے ہر علاقے سے طلبہ آتے ہیں بلکہ بیرون پاکستان سے بھی طلبہ تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ تاہم یہ کالج عالمگیر ہونے کے باوجود نہ تو کسی فرقے کی طرف دعوت دیتا ہے' نہ کسی سیاسی جماعت کی حمایت پر ابھارتا ہے اور نہ ہی کسی اور دینی جماعت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ بلکہ یہاں خالص اقامت دین کی جدوجہد کے لئے طلبہ کو ترغیب دی جاتی ہے۔ یہاں تمام مکاتب فکر سے متعلق پورے ملک سے تعلق رکھنے والے طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کسی طالب علم کو پابند نہیں کیا جاتا کہ وہ تنظیم اسلامی میں شامل ہو۔ جبکہ دوسرے اداروں میں مسلک اور فرقہ سے اختلاف رکھنے والے طلبہ کے لئے ٹھہرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے اور اگر کوئی داخل ہو ہی جائے تو اس کی اس قدر برین واشنگ کی جاتی ہے کہ وہ اسی فرقہ کا ہو جاتا ہے۔ میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ قرآن کالج میں کسی بھی تعصب کی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ خالصتاً ظلم اور بدامنی کے خلاف تیار کیا جاتا ہے تاکہ یہ طلبہ معاشرے کی تطہیر کے لئے علی وجہ البصیرۃ کام کر سکیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتا جاؤں کہ یہ کالج دولت کمانے کے لئے نہیں قائم کیا گیا اور نہ ہی لوگوں کے فنڈز اور چندہ پر چل رہا ہے بلکہ یہ خالص رضائے الٰہی کے حصول کے لئے قائم کیا گیا ہے' جہاں رعایت یافتہ اور مکمل فیس ادا کرنے والے دونوں طرح کے طلبہ تعلیم حاصل کر رہے لیکن قوانین سب کے لئے ایک ہیں۔

یہ ایک ایسی تربیت گاہ ہے جہاں طلبہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے' جہاں طلبہ کو کوئی کام خود نہیں کرنا پڑتا ہے بلکہ ان کی خدمت کے لئے انتظامیہ نے مناسب بندوبست کیا ہوا ہے' جہاں طلبہ کو وہ تمام سہولیات حاصل ہیں جو اکثر طلبہ اپنے گھروں میں بھی نہیں پاتے۔ طلبہ نفرت کی بجائے محبت' انتشار کی بجائے اتحاد' لڑائی کی بجائے اخوت اور مساوات سے اپنے عظیم مقصد کے لئے کام کر رہے ہیں۔

یہاں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی بازیابی کے لئے نصاب کی تشکیل قرآن و حدیث کو اصل سرچشمہ ہدایت مان کر کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جدید دور میں عمرانی اور تکنیکی علوم کی تعلیم بھی انتہائی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ کالج کا نصاب صرف چند درسی کتب تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ طلبہ کی روحانی' جسمانی اور ذہنی نشوونما کا خیال بھی رکھا جاتا ہے تاکہ یہاں سے اجتہادی بصیرت کے حامل دانشور پیدا ہوں جو قرآن و سنت پر عبور رکھنے کے علاوہ مغربی علوم و فنون سے بھی آگاہ ہوں۔ درسی کتب کا نصاب صرف ذخیرہ معلومات ہی نہیں بلکہ روح کی نشوونما کا بہترین مرکز بھی ہے تاکہ طلبہ اسلامی فکر کے حامل بن کر نکلیں۔

دور حاضر میں عام لوگوں کی طرح طلبہ بھی مادہ پرستی کی طرف مائل ہو چکے ہیں' چنانچہ ان کی توجہ اس قسم کے کالجز پر نہیں رہی جس کے باعث عموماً درمیانی استعداد کے حامل طلبہ یہاں داخلہ لیتے ہیں اس کے باوجود وہ اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں۔ مزید برآں تعلیمی قابلیت' تحریر و تقریر اور کھیلوں کے مقابلوں میں بھی وہ دوسرے کالجز سے آگے نکل جاتے ہیں۔

قرآن کالج میں ایف اے' بی اے اور آئی کام کے علاوہ کمپیوٹر کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے تاہم قرآن کے فلسفہ و حکمت کو مرکزی حیثیت حاصل رہتی ہے۔ میری رائے میں موجودہ انتشار و افتراق کے دور میں قرآن کالج ایک روشنی کا مینار ہے اور اس روشنی کے مینار سے نہ صرف طلبہ مستفید ہوں بلکہ تعلیم کے شعبہ سے وابستہ حضرات بھی اس کالج کے طریقہ تدریس اور نصاب کو نمونہ بنائیں نیز والدین کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کے بہتر مستقبل کے لئے قرآن کالج کا انتخاب کریں۔ اس کالج کی بہتر کارکردگی میں محترم ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کے علاوہ یہاں کی انتظامیہ اور پروفیسرز حضرات کا بھی خاص کردار ہے جو خلوص کے ساتھ دن رات کام کر رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ طلبہ کی اسی نہج پر تیاری سے ہماری قوم کو شمشیر کی ضرورت نہیں پڑے گی ؎

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

بقیہ : تجزیہ

سلوک نہیں ہو گا جو پچاس سال سے ہو رہا ہے۔ جب حکومت غیر نمائندہ ہو گی اور اسے فوج کی پشت پناہی حاصل ہو گی تو صوبائی عصبیتیں جو جمہوری نظام کی وجہ سے بہرحال کچھ دبی ہوئی ہیں انہیں سر اٹھانے کا موقع ملے گا۔ فوج کا زیادہ تر تعلق پنجاب سے ہے اور پنجاب کو پہلے ہی باقی تین صوبوں میں غاصب ٹھہرا کر بدنام کیا جا رہا ہے۔ یہ پروپیگنڈا تیز ہو جائے گا جو ملکی سلامتی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ماضی میں ہم تجربہ کر چکے ہیں کہ غیر نمائندہ حکومتوں کو بیوروکریسی پر بہت زیادہ انحصار کرنا پڑتا ہے جس سے یہ منہ زور گھوڑا بالکل بے قابو ہو جاتا ہے اور حکومت اس کے سامنے بالکل بے بس ہوتی ہے۔ اسی افسر شاہی نے ماضی میں بھی عوام کی زندگی کو اجیرن کر رکھا تھا۔ یورپ اور امریکہ جہاں جمہوریت ایمان کا حصہ ہے' کی طرف سے پاکستان سے عدم تعاون کا دائرہ مزید وسیع ہو جائے گا جس سے مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور اگر انہوں نے غیر نمائندہ حکومت کو اپنے مفادات کے حصول کی خاطر وقتی طور پر سہارا دیا بھی تو یقیناً آنے والے دنوں میں وہ زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ثابت ہو گا۔ آج اگر کراچی میں بدامنی ہے یا بلوچستان میں سیاسی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے یا کالا باغ ڈیم کے حوالہ سے سرحد کے اعتراضات سامنے آتے ہیں تو ان سب خرابیوں کے حوالہ سے یہ کہا جا سکتا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے ووٹوں سے آئی ہوئی حکومتیں ہیں' آپ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے حالات کو درست کریں۔ کل غیر نمائندہ حکومت کی موجودگی میں سارا ملبہ بڑے صوبے اور حکومت کی پشت پناہ فوج پر پڑ جائے گا چاہے وہ کارکردگی کے لحاظ سے نمائندہ حکومت سے بہتر ہی کیوں نہ ہو۔ آج میڈیا کا دور ہے عالمی میڈیا انسانی بنیادوں حقوق کے حوالہ سے وہ طوفان کھڑے کرے گا کہ نیشنل ٹیلنٹ کی اس حکومت سے اپنا دفاع انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ اس سے خصوصاً چھوٹے صوبوں میں نفرت اور تعصب کی آگ بھڑکائی جائے گی جس سے پاکستان کی مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم حقانی صاحب سے اس حد تک اتفاق کرنے کے باوجود کہ پاکستان مسائلستان بن چکا ہے اور یہ بھی صاف دکھائی دے رہا ہے کہ موجودہ سیاسی قیادت مسائل حل کرنے کی قطعی طور پر اہلیت نہیں رکھتی اس کے باوجود کہ ہم آئین کو بھی آسمانی صحیفہ نہیں سمجھتے ہمارے نزدیک ان مسائل کا جو حل حقانی صاحب پیش کر رہے ہیں وہ ناقابل عمل بھی ہے اور زیادہ خطرناک بھی۔ ہماری رائے میں اس جمہوری عمل کو جاری رہنا چاہئے تاوقتیکہ اسلام سے committed لوگ اسلامی انقلاب کے تمام مراحل طے کر کے موجودہ نظام کے محافظوں سے ٹکرا جائیں اور یہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا یہاں نعرہ بازی والا اسلام نہیں بلکہ حقیقی اسلام بحیثیت مکمل نظام کے نافذ نہ ہو جائے۔ اس انقلابی جدوجہد کے نتیجہ میں ایک ایسی حکومت وجود میں آئے جو پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنا دے۔ یاد رہے کہ انقلاب اسلامی ہو یا غیر اسلامی افرادی قوت کی دستیابی اور کسی قدر عوامی تائید کے حصول کے بغیر برپا نہیں کیا جا سکتا لہٰذا انقلاب کے نتیجہ میں قائم ہونے والی حکومت عوامی تائید سے محروم نہیں ہو گی ایسی حکومت انقلاب کے اہداف کے حصول کی خاطر آئینی مزاحمت کو ختم کر سکے گی۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۲۹
سالانہ زرِ تعاون ۔/۱۷۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۴۲۔۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

مشارکہ انویسٹمنٹ ماڈل انقلابی تصور ہے : مذہبی سکالر

شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد الغادی نے وائٹل انفارمیشن سروس مشارکہ انویسٹمنٹ ماڈل کو اسلامی اقتصادیات میں ایک نئے باب کا اضافہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس پر اسلامی طرز مالیات کی مہر تصدیق ثبت ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک انقلابی تصور ہے جس میں شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے نفع و نقصان کے اسلامی تصور کو ایک قابلِ عمل ماڈل کے طور پر پیش کیا گیا ہے اس میں یہ پہلی مرتبہ ہو گا کہ مشارکہ انویسٹمنٹ ماڈل کے آغاز کے بعد اسلامی سکالرز کی ایک کونسل قائم کی جائے گی جو اس کے کام کی نگرانی کرے گی۔ اس میں ایک خوبی یہ بھی ہو گی کہ اس میں تیسری پارٹیاں مشارکہ کاروبار میں اہم کردار ادا کریں گی اور نان لسٹڈ شخصیات کاروبار کی تمام سطحوں کو یقینی طور پر شفاف بنانے کے لئے شہرت یافتہ آڈٹ فرم کو انگیج کر سکیں گی۔ مشارکہ انویسٹمنٹ کا ماڈل وی آئی ایس مشارکہ کے فہیم احمد نے شرکاء کے سامنے چار گھنٹے تک پیش کیا اور اس کی وضاحت کی۔ انہوں نے بتایا کہ وی آئی ایس نے مشارکہ انویسٹمنٹ پر دو سال سے زیادہ انتھک محنت کی۔ اسلامی مالیاتی نظاموں کا مطالعہ کیا اور مذہبی اسکالرز سے مشورے کئے اس کے بعد متعدد بار مشارکہ ماڈل میں تبدیلی کی گئی اب ہم نے اسے حتمی طور پر اسکالرز کے سامنے پیش کیا۔

۱۵ کروڑ بھارتی مسلمانوں کی کوئی حیثیت نہیں : واشنگٹن ٹائمز

بھارت کے انتہا پسند ہندو بھارتی مسلمانوں کو زبردستی مذہب تبدیل کرنے پر اکسا رہے ہیں اور اس مقصد کے لئے بھارتی حکمران جماعت بی جے پی کی قریبی تنظیم "وشوا ہندو پریشد" گاؤں گاؤں جا کر مسلمانوں کو ہندو مذہب اختیار کرنے اور اسلام ترک کرنے پر مجبور کر رہی ہے۔ یہ حقائق دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہیں کہ بھارتی ہندوؤں نے منصوبہ بندی کے تحت بھارتی مسلمانوں کو مذہب اسلام ترک کر کے ہندو مذہب اختیار کرانے کے لئے جدوجہد کا آغاز کر رکھا ہے۔ واشنگٹن ٹائمز میں شائع ہونے والے ہندو قوم پرستوں کے خیالات اس امر کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہندوستان میں آباد ۱۵۰ ملین مسلمان، جو وہاں کی آبادی کا کل چودہ فیصد ہیں، کی کوئی آواز نہیں اور ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ جبکہ جمہوری ممالک میں کم سے کم تعداد والی اقلیت کی آواز بھی سنی جاتی ہے لیکن بھارت میں پائی جانے والی مذہبی منافرت کی وجہ سے وہاں اقلیتوں کو حقوق دینا تو ایک طرف انہیں مذہب تبدیل کرنے پر ہی مجبور کر دیا جاتا ہے۔

دفاع ایران کا فطری حق ہے : صدر خاتمی

ایرانی صدر محمد خاتمی نے کہا ہے کہ وہ اپنے ہمسایوں سے باہمی کشیدگی دور کرنے کی پالیسی جاری رکھیں گے۔ تاہم "دفاع لوگوں کا ایک فطری حق ہے"۔ ایرانی نیوز ایجنسی ارنا کے مطابق خاتمی میزائل کے تجربہ کے بعد کابینہ کے اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ شہاب ۳ نامی یہ میزائل ۱۳۰۰ کلو میٹر تک مار کر سکتا ہے جبکہ اسرائیل بھی اس کے نشانے پر آ گیا ہے۔ اعتدال پسند خاتمی نے اس بات پر زور دیا کہ ان کی حکومت غیر ممالک خصوصاً ہمسایوں سے باہم کشیدگی دور کرنے کی پالیسی سنجیدگی سے جاری رکھے گی۔ ایران بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی تیاری، ذخیرہ اور استعمال کرنے کے بارے میں عالمی معاہدوں کی پاسداری کرے گا۔ ایرانی اخبارات نے بھی میزائل تجربے کا دفاع کیا اور کہا کہ ایک ایسی دنیا میں جس میں طاقت اپنی زبان رکھتی ہے یہ ضروری تھا۔

انٹرنیٹ پر توہین رسالت، امریکی کمپنی کی ناپاک جسارت

امریکی آن لائن ایک امریکی کمپنی نے عربی کی الٹی سیدھی عبارات کو قرآنی سورتیں اور آیات قرار دے کر انٹرنیٹ پر جاری کر دیا ہے نیز جاری کردہ ترجمہ "رسول اللہ ﷺ" میں حضورؐ کی ذات اقدس کو بھی تضحیک کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ امریکی کمپنی کے اس اسلام دشمن اقدام پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس امریکی کمپنی کی مذمت کی ہے اور انصاف پسند تنظیموں سے یہ اپیل بھی کی ہے کہ وہ اے او ایل کمپنی کو اس جھوٹے اور دل آزار پروپیگنڈے سے روکیں۔

کوسوو : مجاہدین اور سرب درندوں کے درمیان جھڑپیں

کوسوو کے دارالحکومت پرسٹینا کے نواح میں واقع قصبے اورہ ہوک میں حریت پسند کوسوو لبریشن آرمی اور سرب درندوں کے درمیان شدید جنگ میں سولہ افراد شہید ہو گئے جبکہ متعدد سرب وحشی درندے بھی واصل جہنم ہوئے۔ شہداء میں البانوی، جرمن، سعودی اور یمنی مجاہدین بھی شامل ہیں۔ سربوں نے ایک قافلے پر جو کہ کوسوو سے ہجرت کر کے محفوظ علاقوں کی طرف جا رہا تھا فائرنگ کر کے تقریباً سو سے زیادہ افراد کو شہید کر دیا۔ یہ قتل عام البانیہ کی سرحد کے قریب کیا گیا۔ نو افراد کو یوگوسلاویہ کی وحشی فوج نے اس وقت شہید کر دیا جب وہ البانیہ میں داخل ہو رہے تھے۔ البانیہ کی حکومت نے اس قتل عام پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اسے کھلی جارحیت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ البانیہ کو علاقائی کشیدگی سے دوچار کیا جا رہا ہے۔

خلافت —— اس دورِ سیاست کی دوا

الغائے خلافت سے ہی بدلی ہے یہ تاریخ
پھسلا جو مسلماں تو پھسلتا ہی گیا ہے
منہاجِ نبوت پہ جو قائم ہو خلافت
اس دورِ سیاست کی یہی ایک دوا ہے

(ماخوذ از: "فیوض الحرمین" مصنف: سید عبدالعزیز شرقی مہاجر مدنی)
—— مرسلہ: خاکسار عباس، جامع الہدیٰ، ایل بلاک ماڈل ٹاؤن